كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت

و

ارکان بعد از موت



تحقیق و تحریر

سید ذوالفقار حیدر

مشیر ٹیکس

تصدیق پروفیسر مولانا سید تقی ہادی نقوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

پیشکش



بینکار طیب حیدر



بریگیڈیئر شفقت حسین



سید ذوالفقار حیدر
مشیر تعلیم



انجینئر ذیشان حیدر



انجینئر عمران حیدر

خانوادہ سید ذوالفقار حیدر

Tel: 34610874, 34613126

بسم الله الرحمن الرحیم

انتساب

پدر بزرگوار سید علی ظفر مرحوم

(مرثیہ گو شاعر و ذاکر اھلبیتؑ)

ابن

سید التفات حسین مرحوم

اور

والدہ مرحومہ سیدہ شہر بانو

بنت

سید اصغر حسین مرحوم

کے نام اور

میرے مرحوم برادران و خواہران سیدہ آغاز فاطمہ، سید علی، شفقت فاطمہ، عشرت فاطمہ اور سید تفضل حسنین جن کی تعلیم و تربیت، محبت، دعاؤں اور ذاتی مثالی کردار نے مجھ کو اس قابل بنایا کہ اس دار فانی میں ایک خوشگوار زندگی گزارنے کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اہم فرائض کو انجام دے سکوں اللہ تعالیٰ میرے والدین مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

آپ سے درخواست ہے کہ ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب میرے جملہ گزشتگان مرحومین و مغفورین کی روح کو بخش دیں۔

سید ذوالفقار حیدر

۲۰ دسمبر ۲۰۱۰ء

{☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆}

۱۔ کتاب کا نام: کل نفس ذائقۃ الموت وارکان بعد از موت

۲۔ تحقیق و تحریر: سید ذوالفقار حیدر مشیر ٹیکس۔ بانی و خادم دستہ دعائے ندبہ، کراچی۔

۳۔ تصدیق: پروفیسر مولانا سید تقی ہادی نقوی قبلہ مدظلہ العالی

۴۔ توثیق: حجۃ الاسلام علامہ طالب جوہری مدظلہ العالی

۵۔ سرورق: سید اختر حسین زیدی

۶۔ کمپیوٹرائز کمپوزنگ سید رضا عباس حیدر محمد مظفر (ایم۔ آر۔ انٹر پرائز)
0213-4014001, 0333-2372448 0333-3570335

۷۔ ناشر: سید اظہر عباس

۸۔ ملنے کا پتہ: (عدیل پرنٹرز) ۳۴ سلیمان سینٹر، ڈاکٹر داؤد پوتا روڈ

صدر، کراچی، پاکستان۔ 35674646
adeel.printers@hotmail.com

۹۔ تعداد: ۱۰۰۰

۱۰۔ تاریخ: جنوری ۲۰۱۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کل نفس ذائقة الموتِ و ارکان بعد از موت

فہرست

دیباچہ



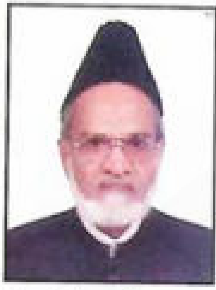
میرے والدین مرحومین جو ۱۹۷۱ء میں میمن سنگھ سابقہ مشرقی پاکستان میں قتل کیے گئے اوران کی تکفین وتدفین بھی نہ ہوسکی۔ مجھ کو اس بات کا بڑا صدمہ ہے کہ میں مٹی بھی اپنے والدین کو نہ دے سکا۔اس لئے کہ کسی کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی، سارے شہر کا مکتی باہنی نے محاصرہ کیا ہوا تھا، میں نے اس پیرانہ سالی میں موت اور تجہیز وتکفین کے حوالے سے اس کتاب کی تصنیف وتالیف کی ہے تاکہ مومنین اس سے استفادہ کرسکیں خدایا میری اس کوشش کو شہدائے کربلا کے صدقے میں اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اس کا اجر میرے والدین اور کل مرحومین کو عطا فرما۔

میرے خانوادے بریگیڈیر خوشنود، بینکر طیب، انجینئر ذیشان اور انجینئر عمران اور دستہ دعائے ندبہ گلستان جوہر کراچی کے ممبران کی اس کتاب کل نفس ذائقۃ الموت اور ارکان بعد از موت کی تصنیف وتالیف اور پیشکش میں پروفیسر مولانا سید تقی ہادی نقوی، مولانا سید شبیہ الرضا حسینی واسطی، دستہ دعائے ندبہ کے نگران اعلیٰ مولانا ظفر حسین ظفر، انجینئر خطیب اہلبیت سید منور مہدی زیدپوری اسلام آباد، سید وقار اعزاز سابق اسسٹنٹ کلکٹر سیلز ٹیکس، شاداں دہلوی، ڈاکٹر ہلال نقوی، سید محمد عرفان نقوی، سید محبوب حسین، سید منظور مہدی، سید ظہور مہدی، سید حسن امام، سید سبط حسن زیدی، ڈاکٹر علی جاوید حسین، سید منور عباس رضوی، پروفیسر طاہر حسین، سید سجاد حیدر، سید ریاض علی، سید نذر حسن (سابق چیف بوتراب اسکاؤٹس) جوان سال خطیب علی سجاد، سید تقی عابد رضوی، سید یاور عباس، سید اقبال مہدی اور سید نظیر عباس صدر پاک محرم ایسوسیشن نے ہماری بے انتہا رہنمائی اور مدد فرمائی۔ اللہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرما۔ وما علینا الا البلاغ۔

احقر سید ذوالفقار حیدر
(آئی۔ ٹی۔ پی) مشیر ٹیکس
بانی وخادم دستہ دعائے ندبہ
کراچی۔ ۱۰ دسمبر ۲۰۱۰ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تصدیق



پروفیسر مولانا سید تقی ہادی نقوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

447۔ سیکٹر 15A/1، بفرزون کراچی۔

کتاب ھذا جو اس وقت شرف دست بوسی حاصل کر رہی ہے، برادر معظم و مکرم سید ذوالفقار حیدر کی فکری و قلمی کاوش ہے موصوف اپنے صدق ایمانی اور کمال عقیدگی کے تعلق سے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اسی نوعیت یعنی دینی اساس کے ساتھ ماضی میں کی گئی آپ کی کوششوں کو صاحبان ایمان وایقان نے بیحد سراہا ہے یوں آپ کے دامن کو اپنی بے شمار دعاؤں سے مزین کیا ہے۔

برادر عزیز میرے بھی قدیم کرم فرماؤں میں سے ہیں بایں سبب میرے لئے لائق صد احترام ہی نہیں بلکہ ہزار افتخار بھی ہیں۔ آپ کا مجلسی ذوق فضائل اور مصائب معصومین علیہم السلام دونوں ہی اعتبار سے قابل رشک بھی ہے اور لائق تقلید بھی۔ مجلس یا محفل میں آپ کی موجودگی ذاکر کے قلب کے لئے اطمینان بخش اور مجلس کی کامیابی کی یقینی دلیل ہوتی ہے۔

کتاب ھذا بعنوان ''کل نفس ذائقۃ الموت اور ارکان بعد از موت'' پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول یعنی ''کل نفس ذائقۃ الموت'' کے ذیل میں مدلل انداز میں قدرے اختصار کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے اختصار ایسا ہے کہ قاری کو تشنگی کا احساس پیاس بجھ جانے کے بعد بھی رہتا ہے بعید نہیں کہ یہ صورت اس لئے رکھی گئی ہو کہ پیاسا اپنی باقی ماندہ پیاس بجھانے کے لئے پھر کسی چشمہ علم سے رجوع کرلے چاہے وہ شخصیت ہو یا کتاب۔

بہرحال تیسرا باب ''ارکان بعد از موت'' کا میں نے بغور مطالعہ کیا ہے جسے بڑی حد تک مکمل قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس کے مطالعہ کے بعد قاری کا نفس بڑی اطمینان بخش صورت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ موت کے بعد کے عمومی مسائل، حالت احتضار سے لیکر سوئم و چہلم تک کے

جانے والے جملہ امور خیر کا عمدگی سے احاطہ کیا گیا ہے۔
کتاب کی افادیت کے ضمن میں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ یہ زندہ افراد ہی کے لئے مفید نہیں بلکہ مرحومین مومنین و مومنات کے لئے بھی اسی قدر کارآمد ہے کیونکہ ان سے متعلق تمام اعمال ضروریہ پر محیط ہے۔
اختتامی طور پر جملہ قارئین کتاب سے گزارش کرونگا کہ وہ برادر محترم کی اس سعی حسنہ کی بارگاہ الٰہیہ اور بارگاہ معصومین علیہم السلام میں قبولیت کے لئے دعاؤں کے ساتھ آپ کی مکمل صحت و عافیت کے لئے بھی خصوصی دعا فرمائیں۔ خود میں بھی بارگاہ ایزدی میں دست بہ دعا ہوں'' پالنے والے برادرم ذوالفقار حیدر صاحب کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا کرتے ہوئے اسے باقیات الصالحات میں قرار دے اور بہ تصدیق معصومین علیہم السلام برادر موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ سے بہرہ مند فرما۔ آمین۔ والسلام

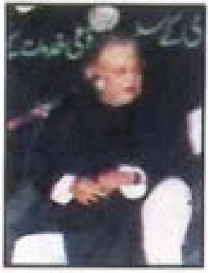
والسلام
احقر العباد
تقی ہادی نقوی

احقر العباد
سید تقی ہادی نقوی

۲۰۱۱-۱-۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

توثیق



حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ طالب جوہری مدظلہ العالی

کراچی۔ پاکستان

کتاب کل نفس ذائقۃ الموت وارکان بعد الموت تحریر کردہ جناب سید ذوالفقار حید صاحب جس کی اصلاح اور تصدیق برادرِ عزیز جناب پروفیسر مولانا سید تقی ہادی نقوی صاحب مدظلہٗ نے بھی فرمائی ہے، مومنین کیلئے ایک مفید اور باعمل نسخہ کیمیا ہے۔ سید ذوالفقار حیدر صاحب کی یہ خدمت قابل ستائش ہے اور قابل تقلید بھی۔ پروردگار عالم اُن کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین

طالب جوہری

یکم صفر ۱۴۳۲ھ ۶ جنوری ۲۰۱۱ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تبصرہ



مولانا سید شبیہ الرضا واسطی صاحب قبلہ

وکیل آیت العظمیٰ آقائی سید علی سیستانی مدظلہ العالی

عزت مآب آغا سید ذوالفقار حیدر دام مجدہ نے اس پیرانہ سالی میں جس اعتماد کے ساتھ موت کی حقیقت کو بیان کیا اور واقعات کو نقل کیا ہے وہ ایک ثبوت ہے کہ راسخ العقیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ آغا صاحب موت کو نعمت الٰہیہ سمجھتے ہیں اور اس پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ مومن کی موت باعث زیارت مولائے متقیان سلطان الاوصیاء والاولیاء، علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

اس موت کا ذائقہ نفس مومن کیلئے میٹھا کیسے نہ ہوگا جس میں علی کا دیدار شامل ہو۔ اگر جمال یوسف دیکھ کر مصر کی عورتیں اپنے ہاتھ کاٹ سکتی ہیں تو جمال مرتضیٰ دیکھ کر مومن جان کیوں نہیں دے سکتا۔

میں ایک عرصہ دراز سے آغا صاحب کی شخصیت سے واقف ہوں۔ انکا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ موت برحق ہے مگر ہماری دعا ہے کہ خداوند لم یزل بحق محمد وآل محمد علیہم السلام آغا صاحب جیسے قدوۃ السالکین اور مومنین کے لئے نمونہ عمل بزرگوں کو صحت کے ساتھ طول عمر عطا فرمائے۔

آغا صاحب کی تصنیف آجکل کے دور میں کامیاب زندگی گزارنے کی خواہش رکھنے والے نوجوان کے لئے مشعل راہ اور سنگ میل ثابت ہوگی۔ وقت اور زمانہ بہت بڑا استاد ہے جو اس سے سبق حاصل نہ کر سکا وہ ساری زندگی پشیمانی و پریشانی وحسرت و یاس کے ساتھ زمانے پر ملامت کرتے ہوئے بالآخر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے لیکن وہ جلدی نسیاً منسیا ہو کر رہ جاتا ہے۔ البتہ جس نے زمانے سے سبق لیا اس نے کامیاب زندگی گزاری اور وہ زمانے کی پیشانی پر ایسے نقش چھوڑ جاتا ہے جو رہتی دنیا تک باقی رہتا ہے۔ تصنیف زندگی ہے۔

ہم دعا گو ہیں کہ خداوند کریم آغا صاحب کو صحت اور طول عمر عطا فرمائے اور ملت ان کے وجود ذی جود سے فیضیاب ہوتے رہنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ والسلام

والسلام

سید شبیہ الرضا واسطی

سید شبیہ الرضا واسطی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تقریظ



مولانا آغا ظفر حسین ظفر صاحب قبلہ

نگران اعلیٰ دستہ دعائے ندبہ گلستان جوہر

پیش امام مسجد اثناء عشری و امام بارگاہ مسلم بن عقیل

پی آئی اے کالونی۔ ایئر پورٹ۔ کراچی

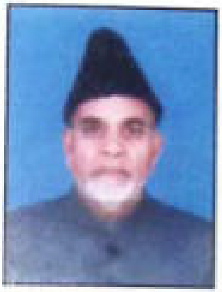
جناب سید ذوالفقار حیدر صاحب نے ایک دن مجھ سے ذکر کیا کہ انہوں نے ایک کتاب بنام ''کل نفس ذائقۃ الموت وارکان بعد از موت'' تیار کی ہے۔ اسے ایک نظر دیکھ لوں تاکہ اسے اشاعت کے لئے دیا جاسکے۔ جب میں نے دیکھا تو جہاں اس موضوع کی اہمیت وافادیت تھی وہاں ہر دور اور ہر معاشرے میں اس قسم کی کتابوں کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے کہ جس سے عوام زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوسکیں اگرچہ اس موضوع پر یہ کوئی پہلی کتاب نہیں اور نہ یہ آخری ہوگی لیکن چونکہ ہر شخص کے لکھنے کا ایک اپنا انداز ہوتا ہے اسی طرح جناب سید ذوالفقار صاحب نے بھی اپنی زندگی کے مستند واقعات کو کتاب میں شامل کیا اور کافی دلچسپی پیدا کردی ہے۔ میری گزارش پر جناب مجاہد حسین حر صاحب عربی کے ایک خوبصورت فاؤنٹ کی اعراب گزاری کرکے اس کتاب کی خوبصورتی میں چار چاند لگادیئے۔ اب میں اس کتاب کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ سابقہ کتابوں کی نسبت یہ کتاب عوام الناس کیلئے یقیناً بہت ہی بہتر اور مفید ہے۔

خداوند عالم کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ بانی دستہ دعائے ندبہ جناب سید ذوالفقار حیدر صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور بصدقہ محمد وآل محمد علیہم السلام ان کے مرحومین کو جوار آئمہ علیہم السلام میں جگہ عنایت فرمائے۔ اس کتاب سے استفادہ کرنے والوں کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

مولانا آغا ظفر حسین ظفر۔ کراچی　　　　1.1.2011

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تاثرات



خطیب اہلبیت

انجینئر سید منور مہدی زید پوری صاحب قبلہ

اسلام آباد۔ پاکستان

فلسفۂ موت وحیات پر علماء نے ضخیم کتابیں سپرد قلم کی ہیں۔ ظاہری نگاہیں تو موت کو اختتام زندگی سمجھتی ہیں، لیکن مومن کی نگاہ میں یہ آغاز زندگی ہے۔

موت ایک زندگی کا وقفہ ہے
گویا آگے چلیں گے دم لے کر

برادرم ذوالفقار حیدر صاحب کی کتاب ''کل نفس ذائقۃ الموت اور ارکان بعد از موت'' بڑی عمدہ کاوش ہے۔ محرک اس کتاب کا موصوف کے والدین کی مشرقی پاکستان میں المناک شہادت کے بعد کفن ودفن کا نہ ملنا ظاہر ہے کہ وجہ قلق ہے۔ ذوالفقار صاحب نے تمام ارکان بعد از موت کو یکجا کر کے قارئین کے لئے بہترین مواد فراہم کر دیا ہے جس سے ہر مومن فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے کہ یہ منزل کبھی نہ کبھی ہر ایک کے سامنے آتی ہے۔ دعا ہے کہ خدا ذوالفقار صاحب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور طول عمر وصحت وعافیت عطا فرمائے۔ (آمین)

احقر العباد

سید منور مہدی زید پوری

اسلام آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تبصرہ



ڈاکٹر ہلال نقوی صاحب

پی۔ایچ۔ڈی

قادرالکلام شاعر آل عباء

پاکستان اسٹڈی سینٹر۔کراچی یونیورسٹی

برادر بزرگ سید ذوالفقار حیدر صاحب کو میں ایک عرصہ دراز سے جانتا ہوں ان کی پوری زندگی ایسے صالح اور ایمان افروز کاموں میں گزری ہے جس کا مقصد و محور انسانیت و شرافت کو عام کرنا ہے۔ان کی پیش نظر کتاب ان کی شخصیت اور ان کے افکار و خیالات کی ایک ایسی آئینہ دار ہے جس پر کہیں کوئی پردا نہیں پڑا ہوا۔وہ بہت صاف دل انسان ہیں اور اسی لئے باتیں بھی صاف کرتے ہیں۔جس میں کوئی گرہ نہیں پڑی ہوتی۔شاید ان کے نام کی تاثیر ہے کہ ان کے خیالات اور ان کے نظریات ذوالفقار کی طرح دودھاری کاٹ رکھتے ہیں۔اس کتاب میں جو ایک طرح سے ان کی خودنوشت بھی ہے بڑی کھری کھری باتیں کی گئی ہیں اور ان کھری کھری باتوں کی تہہ میں وہ میٹھے اور سہانے بول بھی ہیں جو ان کے دل کی تختی پر لکھے ہوتے ہیں۔ذوالفقار صاحب نے کئی صفحات پر موت کے ذیل میں کچھ داستانیں رقم کی ہیں لیکن یہ ان کی ذہنی تربیت اور ان کا عشق اہلبیتؑ ہی ہے کہ موت ان کے یہاں کسی دہشت و وحشت کے لبادے میں نظر نہیں آتی اس میں راحت اور اطمینان کی بھی چاندنی بکھری نظر آتی ہے۔بظاہر تو موت میں درد اور ایذا ہی ہے اور کیا ہے۔لیکن ذوالفقار صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے۔

موت سب کے لئے ایذا رساں نہیں بلکہ نجات دہندہ ہے۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ

موت کو وہ نجات کی ایک سبیل قرار دیتے ہیں جس میں تشنگی نہیں سیرابی ہی سیرابی ہے۔ کتاب کا دوسرا حصہ ان احکامات وہدایات کی تعلیم پر مشتمل ہے جس کا تعلق شرعی اور دینی امور سے ہے۔ اسطرح کتاب ہم خرما و ہم ثواب کے ذیل میں بھی آجاتی ہے۔ میں کیا اور میری دعا کیا۔ لیکن اس بے بضاعتی کے باوجود میری دعا ہے کہ خدا ذوالفقار صاحب ہی کی نہیں بلکہ ان جیسے تمام لوگوں کو عمر خضر عطا کرے ان سے بڑی رونق اور ہمارے روز و شب میں بڑی سرگرمی ہے اور یہی زندگی کی علامت ہے۔

ڈاکٹر بلال نقوی۔ ۱-۱-۲۰۱۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تاثرات



جناب مظفر حسین شاداں دہلوی صاحب

ایم،اے۔ایل،ایل،بی،مرثیہ گوشاعراورذاکراہلبیت

''کل نفس ذائقۃ الموت'' قرآن کی ایک آیت ہے اوراس تصنیف کردہ زیر نظر کتاب کا نام بھی مصنف ذوالفقار حیدر صاحب ایک مخلص، فعال دینی بزرگ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کوایک دردمند دل، سخن فہم طبیعت، زندہ اور بیدار ساعت سے نوازا ہے۔جب تک کہ یہ فرش محفل یا۔فرش عزاء پر ہوں اپنی توجہ اور موجودگی کا ثبوت دیتے ہیں ہمیشہ ہمہ تن گوش ہونے کے باعث خطیب وشاعر کی ہمت افزائی کرتے رہتے ہیں۔ان کے دینی کارناموں میں ''دستہ دعائے ندبہ'' کا قیام اور ہراتوار کی صبح مومنین کی اس میں شرکت ایک بڑا کارنامہ ہے زیر نظر کتاب کے پہلے حصے میں ذوالفقار حیدر صاحب کی خودنوشت سوانح ہے اور دوسرے حصے میں ذائقہ موت اور ارکان بعد الموت کا تذکرہ ہے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ موت اگر زندگی کی قدروقیمت سے زیادہ اہم مقصد کے لئے ہے تو وہ شہادت کی موت ہے اور موت اگر زندگی کی قدروقیمت سے کمتر اور سبک تر مقصد کے لئے ہے تو وہ ہلاکت کی موت ہے زندگی کیونکہ انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس لئے موت کے وقت انسان کو وہ خوشی ہونی چاہیئے جو کسی کو اس کی امانت واپس کرتے ہوئے ہوتی ہے۔زیر نظر کتاب کے آخری حصے میں اک فرض کفائی کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور وہ ارکان بعد الموت کی آگاہی پر مشتمل ہے جو مومنین کے لئے اہمیت اور افادیت کی حامل ہے۔امید ہے کہ یہ کتاب پڑھنے والوں کے لئے ایک دینی تحفہ ثابت ہوگی۔

شاداں دہلوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تبصرہ



سید قائم مہدی نقوی ساحر لکھنوی

محب مکرم جناب سید ذوالفقار حیدر صاحب ایک مومن صادق محب وآل محمد علیہم السلام اور سچے عزادار حسین ہیں۔ وہ محافل میلاد و مجالس عزا کی زینت ہیں۔ مجالس عزا میں بیان مصائب پر ان کا گریہ مجلس کے ماحول کو غم انگیز اور دوسرے شرکاء کو اشک ریز کر دیتا ہے۔ انہوں نے موت کے بارے میں لوگوں کی بے اعتنائی اور موت کے قبل و بعد ارکان و اعمال سے ناواقفیت کا دکھ اپنے دل پر محسوس کیا اور اس کے تقاضہ سے جملہ مومنین تک ان تمام امور کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرنا اپنی علمی دینی اور انسانی ذمہ داری سمجھ کر یہ کتاب تالیف فرمائی اور یوں ایک اہم فریضہ انجام دیا یقین ہے کہ ایک فرد بھی اس کتاب سے استفادہ کرے تو ان کا مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔

اور ان کی یہ کاوش انشاء اللہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو کر دائمی اجر و ثواب کا باعث ہوگی۔ دائمی اجر و ثواب تو یوں بھی ان کے لئے ہے کہ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر امر بالمعروف کا اہم فریضہ انجام دیا ہے۔

جناب محترم سید ذوالفقار حیدر صاحب سے ہمارے مراسم صرف اس حد تک تھے کہ محافل و مجالس میں ان کا دیدار ہو جاتا اور ان سے مل کر جی خوش ہو جاتا تھا مگر ان کی زندگی میں سابق مشرقی پاکستان کے قیام اور پھر وہاں سے قتل و غارت گری کے طوفان میں گھر کر پاکستان کی طرف ہجرت ثانی المناک اور جان لیوا مصائب جو انہیں برداشت کرنا پڑے ان کا کوئی علم ہی نہ تھا۔ یہ حالات انہوں نے اس کتاب میں قدرے تفصیل سے درج کئے ہیں۔

جنہیں پڑھ کر ایک طرف تو دل لرز اٹھتا ہے اور دوسری طرف ان کی ہمت وحوصلہ کو داد دینے کو جی چاہتا ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے ان شدید حالات میں کیا خصوصیت کے ساتھ ان مصائب وشدائد کے باوجود انہوں نے اپنی علمی استعداد اور تعلیمی قابلیت میں برابر اضافہ کرتے رہنے کی کوشش جاری رکھی اور شاندار کامیابیاں حاصل کر کے اعلیٰ مدارج ومناصب پر فائز ہوئے۔ علم سے ان کی یہ محبت اور ان کا یہ کردار مثالی اور قابل تقلید ہے۔ حصول علم کی یہی لگن انہیں اس منزل تک لے آئی اور اب علم بانٹنے کے جذبہ میں ڈھل گئی ہے یہ کتاب باصواب اسی جذبہ کی تجسیم بن گئی جو ہر قدردانِ علم سے خراج تحسین کی مستحق ہے اور فاضل مولف مبارکباد کے حقدار ہیں جو ہم خلوص دل سے ان کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ساحر لکھنوی

دسمبر ۲۰۱۰ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تاثرات



پروفیسر سید طاہر حسین صاحب

سابق ڈائریکٹر کالجز،
ایڈیشنل رجسٹرار سر سید یونیورسٹی، کراچی

کسی بھی کتاب کی اہمیت اس کی افادیت پر منحصر ہوتی ہے۔ کہتے ہیں موت انسان کی اس وقت تک خود حفاظت کرتی ہے۔ جب تک کہ وہ وقت نہ آجائے جب موت کے ہاتھوں روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے اور جسد خاکی لواحقین کی ذمہ داری بن کر باقی رہ جائے۔ ذوالفقار حیدر صاحب کی تصنیف بعد از موت کے موضوعات سے بحث کرتی ہے اور مرحوم شخص کے لواحقین اور احباب کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ممد و معاون ہونے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے۔

موت کا ذکر بہر طور ایک خوف کا پہلو ہے۔ شاید یہ عنصر عام قاری کی اس کتاب میں دلچسپی کم کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن ذوالفقار صاحب نے اپنی زندگی کے اس حصہ کا ذکر اس کتاب میں شامل کر کے جس کے تکلیف دہ پہلو کے لئے، ملک کو دولخت کرنے والے عوامل براہ راست ذمہ دار ہیں۔ عام قاری کو بھی اس کتاب کی طرف متوجہ ہونے کا ذریعہ فراہم کر دیا ہے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے انسانیت سوز پہلو کے عینی شاہد کی حیثیت سے ذوالفقار صاحب نے جو بھی لکھا اس میں بڑا اثر ہے۔

مختصر الفاظ میں کچھ اپنے تجربات، اپنے عقیدہ کی صداقت کے ضمن میں سادہ دلیلوں سے مصنوعی قد آور شخصیتوں کو قائل کرنے کے واقعات اور معجزات کا ذکر ان سب کو شامل کر کے مصنف نے کتاب کو مزید دلچسپ اور کارآمد بنا دیا ہے۔ اس کتاب میں جن مسائل کی تفصیل

درج کی گئی ہے، انہیں جید علماء کی تصدیق نے نہایت مضبوط کر دیا ہے۔ ایک ہی موضوع پر تمام مسائل ایک جگہ جمع کر کے ذوالفقار صاحب نے ایک بڑی قومی خدمت کی ہے۔ یہ کتاب ہر گھر میں ایک اہم حوالہ کی حیثیت سے دیکھی جائے گی اور فیض سے نوازے گی۔

محترم مصنف قیم دعائے ندبہ کی حیثیت میں پہلے ہی ثواب کی نعمتوں سے مالا مال ہیں، یقیناً یہ کتاب ایک اور توشہ آخرت کی حیثیت سے ان کے درجات کی بلندی کا باعث بنے گی۔

این سعادت بازور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

پروفیسر طاہر حسین

۱-۱-۲۰۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عمل پیہم



سید علی سجاد صاحب

بی بی اے (آئی۔بی۔اے)

جواں فکر خطیب اہلبیت، کراچی۔

انسان اس دنیا میں قدم رکھتا ہے اس کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ چند مقرر سانسیں لیتا ہے اور پھر اس سرائے فانی سے نکل کر راہی ملک عدم ہو جاتا ہے۔ اس کائنات میں پیدا ہونے والا انسان اپنے تجربات کی صورت میں آنے والی نسلوں کے لئے راستہ بناتا ہے اور اسی طرح تہذیب وتمدن کا سفر آگے بڑھتا ہے۔ تجربات کو رقم کرنے کی اس سعی کو سوانح نگاری کہا جاتا ہے اور بزرگ من سید ذوالفقار حیدر صاحب کی سوانحی کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

محترم بزرگوار ذوالفقار صاحب کا تعلق اس طبقے سے ہے جو عمل کرنے میں یقین رکھتا ہے اور اپنی جدوجہد سے کائنات پر اثر انداز ہونے میں دلچسپی رکھتا ہے فقط خیال آفرینی سے دل نہیں بہلاتا بلکہ عمل پیہم سے اس کائنات کے رخ انور کو منور کر دیتا ہے اور اس دعوے کی دلیل ذوالفقار صاحب کی جدوجہد سے بھرپور سوانح ہے جو آپ حضرات کے پیش نظر ہے۔

ذوالفقار صاحب کی زندگی کا سفر ہمارے شہر جونپور سے ہوا۔ تقسیم کے بعد آپ والدین کے ہمراہ مشرقی پاکستان چلے گئے اور ۱۹۷۲ء میں آپ پر کیا مظالم ٹوٹے یہ تو زیر نظر کتاب میں موجود ہے۔ پھر بڑی مشکلوں سے آپ پاکستان تشریف لائے اور آپ نے انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن ((IBA سے MBA کی ڈگری حاصل کی۔ جس بحر علم سے ذوالفقار صاحب سیراب ہوئے، راقم الحروف بھی اسی درسگاہ کا ایک ادنیٰ طالبعلم ہے۔

ذوالفقار صاحب نے خوب زندگی گزاری۔ نیک صالح اولاد کی تربیت کی۔ رزق طیب حاصل کیا اور سب سے بڑھ کر عزاداری سید الشہداء میں دامے درہمے سخنے بھرپور کردار ادا کیا۔ پابندی وقت کو جناب نے اپنا نصب العین بنایا اور اسی بناء پر آپ نے دعائے ندبہ کا کامیاب سلسلہ شروع کیا جسکی کامیابی کے محرکات میں سے سب سے اہم محرک وقت کی پابندی ہے۔ ذوالفقار صاحب اپنے سینے میں دردمند دل بھی رکھتے ہیں اور مومنین کی مدد کرنا انکا مقصد حیات ہے۔ آپ قانون داں بھی ہیں اور پاکستان کے ٹیکس ((Tax سے متعلق قوانین کی بابت آپ کو ایک ماہر کا درجہ حاصل ہے۔ یوں تو انسان کی شخصیت کے بیش بہا پہلو ہوتے ہیں مگر کوئی ایک خاصیت ایسی ضرور ہوتی ہے جسکا پرتو شخصیت کے ہر رخ میں نظر آتا ہے۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں عمل پیہم بزرگوار ذوالفقار صاحب کی شخصیت کے ہر رخ میں عیاں ہے ہمارا مذہب بھی ہم سے یہی کہتا ہے کہ ہم سے حشر میں یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ ہم دنیا میں کیا کر سکتے تھے بلکہ ہم سے سوال یہ کیا جائے گا کہ ہم نے کیا کیا۔ بہترین منصوبہ بے فیض ہے اگر اس پر عمل نہ کیا جائے پروردگار عالم سے دعا ہے کہ ہم سب کو بھی سید ذوالفقار حیدر صاحب کی طرح عملی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سید علی سجاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تاثرات



سید اقبال مہدی صاحب

مینیجنگ ٹرسٹی پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ

ٹرسٹی پاک محرم ایسوسی ایشن

ٹرسٹی مرکز تحقیق العلوم اسلامی (IRC)

من آنم کہ من دانم۔ اگرچہ اپنی علمی اور قلمی بے بضاعتی کا مکمل ادراک رکھتا ہوں لیکن ایک سچے عاشق اہلبیت اطہار اور اپنے بزرگ و محترم جناب ذوالفقار حیدر صاحب کے حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی۔

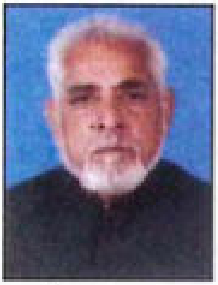
فرش عزائے سید الشہداء میرے اور آپ کے تعارف کا وسیلہ بنیں بالخصوص نشتر پارک کی مجالس اور آپ کا وجود لازم و ملزوم ہیں۔ ایک بہترین سامع کی حیثیت سے آپ تقریباً تمام قابل ذکر علماء، خطباء اور ذاکرین کے درمیان جانے پہچانے جاتے ہیں۔ جہاں آپ فضائل محمد و آل محمد علیہم السلام پر دیگر سامعین پر سبقت لے جاتے ہیں وہیں مصائب کربلا پر آپ کی گریہ وزاری خطباء کو بھی کبھی کبھی فضائل سے مصائب کی طرف گریز پر مائل کر دیتی ہے۔ پروردگار اس آواز کو صدا سلامت رکھے۔ آمین

ہمارے وطن عزیز اور بالخصوص سندھ میں بعض دور افتادہ قریئے ایسے بھی ہیں جہاں شاید ہی کوئی شخص مسلمان لاش کو ان آخری مراحل سے گزارنے کے شرعی طریقوں سے واقف ہو نتیجتاً جیسے تیسے وہ لاش دفن کر دی جاتی ہے۔ ایسے ماحول میں جناب ذوالفقار حیدر کی یہ پرخلوص قلمی کاوش ایک صدقہ جاریہ کا درجہ رکھتی ہے۔ پروردگار آپ کے درجات میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

۲۰۱۱_۱_۱   سید اقبال مہدی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ



برادرم سید ذوالفقار حیدر

(مصنف و مؤلف کل نفس ذائقۃ الموت و ارکان بعد از موت)

میرے خسر محترم مرحوم سید علی صفدر کے حقیقی چچازاد بھائی سید علی ظفر مرحوم اور حقیقی پھوپھی زاد ہمشیرہ سیدہ شہر بانو مرحومہ کی واحد اولاد نرینہ ہیں اور میرے سمدھی بھی ان کے سب سے چھوٹے بیٹے میرے سب سے چھوٹے داماد ہیں۔ ان کے چچا مرحوم سید علی نذر ملک کے مشہور وکیل تھے۔ ذوالفقار بھائی کا تعلق قصبہ بڑا گاؤں تحصیل شاہ گنج ضلع جونپور یوپی۔ انڈیا کے ایک متمول گھرانہ سے تھا۔ ان کے دادا سید التفات حسین مرحوم اور نانا سید اصغر حسین بڑا گاؤں اور ظہور الدین پور کے زمیندار تھے۔ بڑے دادا مرحوم سید مرتضیٰ حسین ایک جید عالم دین تھے۔ یہ لوگ ۱۹۵۰ء میں ہجرت کر کے ڈھاکہ مشرقی پاکستان چلے گئے اور وہیں آباد تھے۔ انٹر اسکول تقریری مقابلوں میں انعامات حاصل کرتے تھے معروف ادبی ادارہ حلقۂ ادب کے پانچ سال جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے اور ہندو پاک کا یادگار مشاعرہ ڈھاکہ اور میمن سنگھ میں ان کے ہی دور میں ہوئے یہ کل سات بھائی بہن تھے اب انکی ایک ہمشیرہ سیدہ ممتاز فاطمہ حیات ہیں اور حیدری نارتھ ناظم آباد میں رہائش پذیر ہیں ان کی والدہ سیدہ شہر بانو ایک خاندانی متقی پرہیزگار خاتون تھیں ان کے گھر کا ایک شخص بھی پاکستان ہجرت کر کے نہیں آیا اور آج بھی ان کے بھانجے بھتیجے اور ان کی اولادیں ہندوستان میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ علی ظفر چچا اور شہر بانو پھوپی وہیں ۲۳ مارچ ۱۹۷۱ء (عین چہلم) ۲۰ صفر کو قتل کر دیئے گئے۔ بنگلہ دیش بننے کے بعد بڑی تکلیفیں برداشت کیں ایک سال کے بعد ۱۹۷۱ء کو کراچی تشریف لائے۔ ان کی اہلیہ مرحومہ سطوت بیگم بھی ایک مثالی

خاتون تھیں۔ ذوالفقار بھائی ایک باہمت، ہمدرد، سماجی، مذہبی شخصیت ہیں۔ زیارات، عمرہ و حج کئی مرتبہ کر چکے ہیں۔ ان کی زندگی بڑے نشیب و فراز سے گذری ہے۔ مشرقی پاکستان میں واپڈا کے چیف اکاؤنٹنٹ تھے۔ کراچی میں دوبارہ بحیثیت اکاؤنٹ کلرک اپنے کریئر کا آغاز کیا۔ آخر میں بحیثیت ایگزیکٹیو ڈائریکٹر گولڈن گروپ آف انڈسٹریز سے ریٹائر ہوئے۔ ماشاءاللہ ان کی عمر اس وقت تقریباً ۷۲ سال ہے۔ دو سال قبل ان کا ایک شدید روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس سے ان کی کمر اور داہنی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ مصنوعی لگائی گئی ہیں اور اس پیرانہ سالی میں بھی ٹیکس کی پریکٹس کر رہے ہیں۔ ہندو پاک کے قابل ذکر علماء کرام، خطباء عظام، شعراء میں انکی عزت ہے۔ انجمن مومنین حیدری کے سرپرست ہیں۔ مسجد و امام بارگاہ و مدرسہ جامع سبطین کے قانونی مشیر ہیں۔ مسجد و امام بارگاہ معصومین کے لائف ممبر ہیں۔ دستہ دعائے ندبہ، گلستان جوہر کے بانی اور منتظم ہیں۔ کراچی چیمبر آف کامرس انڈسٹری۔ سائٹ ایسوسی ایشن، پلاسٹک مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن کے ممبر تھے۔ پاک کینیڈا ٹریڈ ایسوسی ایشن اور سافا کانفرنس اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں کمپنی کی نمائندگی کر چکے ہیں۔ کراچی انکم ٹیکس بار کے مستقل ممبر ہیں۔ کتاب پریکٹیکل ایسپکٹ آف سیلز ٹیکس لاء، دعائے ندبہ عشرہ، مجالس عزاء خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر لکھنوی اور یہ کتاب بہ عنوان کل نفس ذائقۃ الموت و ارکان بعد از موت ان کی تصنیف و تالیف ہیں۔ ان کے سارے بیٹے پروفیشنل تعلیم یافتہ ہیں اور ماشاءاللہ حسب تعلیم اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ پروردگار ذوالفقار بھائی کو اور ان کے خانوادہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

خیر اندیش

سید وقار اعزاز (ابصار)

سابق اسسٹنٹ کلیکٹر سیلز ٹیکس، کراچی۔

۴۔۱۔۲۰۱۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اول

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَ حَبِیْبِنَا مَوْلَانَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِهِ الْمَجِیْدِ:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔

آج کی ترقی پسند دنیا کسی ایک بات پر بھی متفق نہیں ہے۔ مثلاً وحدانیت پر اختلاف، کوئی احد کہتا ہے، کچھ لوگ منکر خدا ہیں جبکہ کچھ لوگ شرک کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اللہ کے تخت ٹوٹ جانے اور چرچرانے کی اور دوزخ میں پیر ڈالنے کی نوید دیتے ہیں گویا ہر شخص کا اپنی اپنی سوچ کے مطابق اللہ کے بارے میں جدا جدا عقیدہ ہے۔

نبوت کے متعلق اسی طرح مختلف خیالات ہیں۔ کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم کردیتے ہیں کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اور کچھ لوگ یہاں تک کہ گم گشتہ رسالت کو ابھی تک جاری وساری سمجھتے ہیں۔

امامت کی بھی یہی صورت ہے بہت سے لوگ چھٹے امام اور کچھ لوگ آٹھویں امام تک امامت ختم کردیتے ہیں لیکن کچھ خوش بخت لوگ بارہویں امام تک پہنچتے ہیں اور ان سب کو معصوم سمجھتے ہیں۔ لیکن دنیا کا ہر انسان خواہ وہ کسی مذہب وعقیدے کا ہو، کسی رنگ ونسل کا ہو، کوئی زبان بولتا ہو، کسی معاشرے اور ثقافت سے تعلق رکھتا ہو ایک بات پر متحد و متفق ہے اور وہ ہے موت یعنی موت یقیناً ہر شخص کو آنی ہے جبکہ زندگی شک ہے۔ اور موت زندگی کی محافظ ہے۔ یہ امر مصدقہ ہے کہ ہر نفس کو موت آنی ہے اور کوئی شخص موت سے مبرا نہیں ہے یہاں تک محمد و آل محمد علیہم السلام

جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو خلق کیا وہ بھی عالم بقا کی جانب کوچ کر گئے۔ اللہ کا قرآن میں فرمان ہے "کل نفس ذائقة الموت" یعنی ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ لیکن موت کو نفس کا مزہ نہیں چکھنا ہے۔ بقول حجۃ الاسلام مولانا سید عقیل الغروی صاحب قبلہ مدظلہ العالی (حوالہ مجلس مدینۃ العلم) نے سامعین سے فرمایا کہ آپ نے نذر ۲۲ رجب المرجب کا اہتمام کیا ہوگا۔ اعزا و احباب کو نذر چکھنے کی دعوت دی ہوگی حسب سہولت تشریف لائے ہونگے نذر چکھی ہوگی اور شام تک نذر ختم ہوگئی ہوگی یعنی چکھنے والی چیز ختم ہوگئی لیکن نذر چکھنے والے سلامت ہیں۔ بقول مولانا رجب علی بنگش (حوالہ مجلس شریکۃ الحسین علیہ السلام) اسی طرح ایک سیب کے چند ٹکڑے کئے گئے اور موجود افراد کو پیش کئے گئے کہ اس کو چکھ لیجیے۔ سیب ختم ہوگیا چکھنے والے موجود ہیں۔

سرکار مولانا سید محمد صاحب دہلوی قبلہ خطیب اعظم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان اللہ کو مانتا ہے مومن اللہ کی مانتا ہے جبکہ منافق کسی کو کچھ نہیں مانتا۔ لہٰذا مومن کے لئے موت آسان ہے اور یقیناً غیر مومن کے لئے تکلیف کا باعث ہے۔ مثال کے طور پر جگ میں پانی ہے ایک گلاس مومن نے پیا اس کو مناسب اور شیریں لگا اور اسی جگ سے ایک غیر مومن نے پیا اس کو کڑوا لگا اس لئے کہ وہ علیل تھا اور بخار میں مبتلا تھا۔ اسی طرح چونکہ غیر مومن اللہ کی نہیں مانتا ہے اور بغض محمد و آل محمد علیہم السلام کے کینسر میں مبتلا ہوتا ہے۔ موت اس کے لئے یقیناً ایک مشکل امر ہے۔

موت سب کے لئے ایذا رساں نہیں بلکہ نجات دہندہ ہے۔ بچپن اور جوانی جلدی سے گزر جاتی ہے جبکہ ضعیفی علالت اور تکلیف کی طویل زندگی بڑی سخت ہوتی ہے۔ جس سے نجات موت دلاتی ہے۔ مومن تو موت سے کبھی خوف نہیں کھاتا بلکہ موت کی تمنا کرتا ہے اس لئے کہ ہر مومن کی بالیں پر اور قبر میں ہمارے امام اول تشریف لاتے ہیں جسکی وجہ سے فشار قبر جشن قبر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اس بابت جید علماء کرام اور دانشور ارشاد فرماتے ہیں

۱۔ علامہ طالب جوہری صاحب:

زندگی شک ہے موت یقینی ہے۔

۲۔ پروفیسر مولانا سید تقی ہادی نقوی صاحب:

اللہ نے کہیں بھی موت کا ذائقہ نہیں بیان کیا کہ کیسا ہے؟ یہ سوال جب معصومؑ سے کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر لوگ باعتبار عمل یکساں ہوتے تو اللہ موت کا ذائقہ بھی بیان کر دیتا چونکہ ایسا نہیں ہے لہٰذا جیسے جس کے اعمال ایسا ہی اس کے لئے ذائقہ موت۔ سبحان اللہ۔

کتنا سہل ہوگیا یہ جاننا کہ کس کیلئے موت کا ذائقہ کیسا ہوگا۔ صرف اپنے اعمال کا جائزہ لینا ہوگا۔

اپنا ہی احتساب کرنا ہوگا اور یوں موت کا ذائقہ چکھنے سے پہلے ہی معلوم ہو جائیگا۔

۳۔ مولانا سید شبیہ رضا واسطی صاحب:

موت کے سلسلے میں قرآن وحدیث اور اخبار آل محمد علیہم السلام میں کثرت کے ساتھ بحث موجود ہے جو کہ انتہائی دلچسپ ہے۔ اسمیں سے چند ایک قارئین کرام کی نذر کرتا ہوں۔

سورہ مبارکہ ملک کی ابتدا میں ہی اعلان ہو رہا ہے۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۗ

(اور وہ جو ہر چیز پر قادر ہے اس نے موت کو اور حیاۃ کو خلق فرمایا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون ہے سب سے اچھا عمل کرنے والا۔)

كل نفس ذائقة الموت (ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔)

آج تک کوئی فلسفی، سائنس دان، محقق یہ نہ بتا سکا کہ اسکا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔

حضرت قاسمؑ نے بتایا کہ موت کا ذائقہ شہد سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ البتہ یہ نفس قدسیہ کا ذائقہ ہے ورنہ روایات میں ہے کہ موت کی کڑواہٹ ایسی ہے کہ ہزاروں سال بھی اسکی تلخی نہیں جاتی۔

امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں: عمل کرنے میں جلدی کرو، اس سے قبل کے بڑھاپا طاری ہو جائے، یا کوئی مرض قید کر لے یا موت سر پر آجائے، کیونکہ بیشک موت تمہاری لذتوں کو منہدم کر دے گی۔ تمہاری خواہشات پر پانی پھیر دے گی اور تمہاری امیدوں سے بہت دور پھینک دینے والی ہے۔

ایک ایسا ملاقاتی ہے جو ناپسندیدہ ہے، ایسا مد مقابل ہے کہ جس پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا اور ایسا خونخوار ہے کہ اس سے مطالبہ بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: و اتقوا اللہ عباد اللہ و بادروا اجالکم باعمالکم (اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو اور موت سے پہلے اعمال کا ذخیرہ جمع کر لو)

وابتاعو مایبقیٰ لکم بما یزول عنکم ------------ اور دنیا کی فانی چیزیں دے کر باقی رہنے والی چیزیں خرید لو۔ چلنے کا سامان کرو کیونکہ تمہیں تیزی کے ساتھ لے جایا جا رہا ہے۔ اور موت کے لئے تیار ہو جاؤ کہ وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرتے ہیں: موت ایک پل ہے جو مومن کو جنت میں اور کافر کو دوزخ میں اتارتا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر تم وہ کچھ دیکھ لیتے جو تمہارے مرنے والوں نے وہاں جا کر دیکھا ہے تو تم گھبرا جاتے، سراسیما ہو جاتے اور تم سنتے اور اطاعت گذار بن جاتے۔ لیکن تمہارے اور انکے درمیان پردہ حائل ہے جو عنقریب اٹھا دیا جائے گا۔

نتیجہ یہ ہے کہ موت شہادت بھی ہے اور ہلاکت بھی۔ موت نعمت بھی ہے اور نقمت بھی۔ موت اس مومن کے لئے شہادت ہے جو آل محمد علیہم السلام کی محبت و ولایت پر آئے اور جس نے مقصدِ حیات کو پورا کرنے کی کوشش کی اور ہلاکت ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کی دشمنی اور عداوت پر موت۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: کہ جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہو کہ وہ میری طرح زندگی بسر کرے

اور میری طرح سے دنیا سے جائے اور اس ہمیشہ رہنے والی جنت میں رہے جسکا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ علیؑ کی ولایت رکھے (یعنی علیؑ کو مولا مانے) علیؑ سے محبت کرے، کیونکہ بیشک علی ہرگز ہرگز نہ تو گمراہی میں داخل ہونے دے گا اور نہ ہی تمہیں ہدایت سے نکلنے دے گا۔

۴۔ خطیب اہلبیت انجینئر سید منور مہدی زیدپوری اسلام آباد:

ظاہری طور سے سانس لینا زندگی کی علامت ہے لیکن قرآن اکثریت کو زندہ لاشوں میں شمار کرتا ہے۔ اور کشتگان راہ خدا کو مردوں میں محسوب کرنے سے منع کرتا ہے انکی زندگی کی علامت انکا حصول رزق ہے جسے وہ مسلسل تقسیم کرتے رہتے ہیں اور تقسیم رزق صرف کھانے پینے تک محدود نہیں رزق علم رزق آگہی رزق شعور حتی کہ معصومین علیہم السلام کے فرمان کے مطابق زیارت آئمہ بھی رزق ہے اور شفاعت آل محمد علیہم السلام بھی رزق ہے۔ جس کے لئے مومن ہر نماز کے بعد دعا کرتا ہے۔

پیغمبر کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مومن کو جو آل محمد علیہم السلام کی محبت کے ساتھ اس دار فانی سے رخصت ہو شہید کہا ہے اور شہید زندہ ہوتا ہے شرط حقیقی محبت اہلبیتؑ ہے۔ اگر ارادہ و نیت یہ ہو کہ تمہارا جینا مرنا راہ اہلبیتؑ میں ہے تو کسی طریقہ سے موت کے لئے وہ زندگی ہے۔ مومن اس موت کی تمنا کرتا ہے اس لئے یہ زندگی بھر جس زیارت کی تمنا کرتا رہا زندگی کے آخری لمحات میں حاصل ہوتی ہے۔

مرحبا نزع میں ساقی تیرے آجانے کو

کیا سنبھالا ہے چھلکتے ہوئے پیمانے کو

اخروی زندگی کا آغاز موت سے ہوتا ہے مومن اس زندگی کے ہر موڑ پر اپنے آئمہ کی تائید حاصل کرتا ہے جسکی پیروی میں اس نے دنیا میں اپنی زندگی گزاری ہے۔ اس لئے احکام میت میں ہے کہ سپرد قبر کر کے مومن کا شانہ ہلا کے اسے وہ سارے عقائد یاد دلائے جائیں جسکا ورد

وہ زندگی بھر کرتا رہا۔ منزل قبر سے لے کر برزخ، صراط اور میزان بلکہ قیامت کے ہر ہولناک مرحلہ میں مومن آئمہ کی مدد حاصل کرتا ہے۔

۵۔ ڈاکٹر ہلال نقوی صاحب:

موت، ایک ایسا زخم اور ایک ایسا مرہم بھی ہے جس میں درد اور درماں دونوں کیفیتیں بیک رنگ آہنگ ایک دوسرے میں پیوست ہیں۔

۶۔ سید قائم مہدی نقوی (ساحر لکھنوی):

موت زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ کوئی ذی روح نہ اس سے بے نیاز ہوسکتا ہے نہ اس سے ناواقف۔ خداوند عزوجل نے اپنے کلام مجید و فرقان حمید میں تیس مقامات پر موت کا ذکر فرمایا ہے کہیں "کل نفس ذائقة الموت" کہہ کر موت کی ہمہ گیری بتائی ہے۔ کہیں "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" کہہ کر اس ناقابل تردید حقیقت کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ مولائے کائنات خطیب منبر سلونی نے نہج البلاغہ میں موت کے بارے میں بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ منجملہ اور ارشادات کے یہ بھی کہ "لوگ سوئے ہوئے ہیں جب موت آئے گی تب جاگیں گے" اس ارشاد حکمت بنیاد سے ایک طرف تو موت کی حقیقت واضح فرمائی دوسری طرف موت کی حقیقت کے بارے میں انسان کو غفلت کی طرف متوجہ فرمایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ذی روح کو موت کا مزا لازماً چکھنا ہے جو دنیا میں آیا ہے اسے یہاں سے جانا بھی ہے۔ بقول شاعر "جب احمد مرسلؐ نہ رہے کون رہے گا" ایک مومن کے لئے موت ایک عارضی زندگی سے حیات دائمی اور ایک سرائے فانی سے عالم جاودانی کا سفر ہے۔ مگر زندگی کی اس حقیقت کو شاید اس وقت تو لوگ ایک نظر دیکھ لیتے ہیں۔ جب ان کا کوئی عزیز کوئی رشتہ دار یا دوست اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور اسے اپنے ہاتھوں یا اپنے سامنے ایک تنگ و تاریک قبر میں اتارنے میں یا اتارتے دیکھتے ہیں۔ مگر قبرستان سے واپسی کے بعد پھر بھول جاتے ہیں کہ "آج وہ کل ہماری باری ہے" حالانکہ باب مدینۃ العلم اور صاحب نہج البلاغہ نے

یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم کسی مرنے والے کو دفن کر کے قبرستان سے واپس آنے لگو تو یہ سمجھو کہ یہ سارے لوگ تم ہی کو دفن کرنے آئے تھے مگر اللہ نے تمہیں کچھ مہلت دے دی ہے۔ مگر لذائذ دنیا کی کشش اس طرح انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے جیسے مقناطیس لوہے کو اور انسان ان میں کھو کر موت کو اس طرح بھول جاتا ہے جیسے اس کا کوئی علم ہی نہ ہو۔ گویا اس کی دنیاوی زندگی ابدی ہے اور اسے موت کبھی نہیں آئے گی۔ اسی خیال سے تو انسان جائز و نا جائز ہر طرح دولت کمانے کی فکر میں رہتا ہے۔ بڑی بڑی کوٹھیاں، بنگلے اور محلات تعمیر کراتا ہے۔ اور ہر طرح کا سامان عیش جمع کرتا ہے اور پھر اچانک سانس کی ڈوری ٹوٹ جاتی ہے اور سارا سامان عیش و عشرت دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے۔ ایک تنگ و تاریک قبر اور ایک کفن کے علاوہ کچھ بھی تو ساتھ نہیں لے جاسکتا مگر انسان سب کچھ دیکھتا ہے پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتا اس صورت حال میں بھلا یہ کہاں ممکن ہے کہ مرنے والے کی موت آنے سے لے کر قبر کی منزل تک پہنچانے اور تدفین کے بعد انجام دیئے جانے والے ضروری شرعی احکام اور ھدیہ ثواب وغیرہ کے اعمال یاد رکھے جائیں جن کو انجام دیئے بغیر میت کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

۷۔ مظفر حسین شاداں دہلوی صاحب:

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جو لوگ خدا کے وجود تک کا انکار کرتے ہیں وہ بھی موت کا انکار نہیں کر سکتے۔ ہر ذائقے کا انحصار اس کی ضرورت اور تمنا پر ہے۔ اسی لئے قرآن میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ "اگر تم صادقین میں سے ہو تو موت کی تمنا کرو"۔ حیات دنیا کا آخری دن حیات عقبیٰ کی فضیلتوں کے پیش نظر انسان موت کی تمنا کرتا ہے۔ مومنین کے لئے اہل بیت رسول علیہم السلام سے موت کے باعث حیات عقبیٰ کی فضیلتوں کا ادراک اور تمنا ہوتی ہے۔ "موت محمد و آل محمد علیہم السلام کی نظر میں" ہمارے علماء اور ذاکرین کا مستقل موضوع ہے اہل بیت کا عمل اور کردار، آئمہ طاہرین علیہم السلام کی حیات طیبہ اور بطور خاص واقعہ کربلا اس کی واضح اور روشن مثالیں ہیں۔ بقول شاعر اہل بیت نجم آفندی

ع مرحبا اے سرفروشانِ حسینی مرحبا

یوں تلاش موت، جیسے موت سے کچھ کام ہے

جواں سال حضرت علی اکبرؑ کا کہنا کہ "بابا جب ہم حق پر ہیں تو موت کا کیا ڈر؟ خواہ موت ہم پر آپڑے یا ہم موت پر جا پڑیں" حضرت قاسمؑ سے پوچھا گیا کہ "تمہیں موت کا ذائقہ کیسا لگتا ہے" تو انہوں نے جواب دیا کہ "احلیٰ من العسل" یعنی شہد سے زیادہ شیریں۔ اہل بیت نے اپنے عمل سے بتایا کہ:

شرف فرشتوں پہ رکھتا ہے آدمی کیسے | شکست دیتی ہے دریا کو تشنگی کیسے
چراغ بجھ کے بھی دیتے ہیں روشنی کیسے | اجل پہ ٹوٹ کے گرتی ہے زندگی کیسے
یہ کائنات میں اک گھر کا کارنامہ ہے | یہ اہل بیتِ پیغمبرؐ کا کارنامہ ہے

موت کی حقیقت پر مرثیے کے چند بند پیش کرتا ہوں:

اک جلوہ گاہ شوقِ شہادت تھی کربلا | ہر پیکرِ وفا نے ہتھیلی پہ سر رکھا
تھا یہ بھی کارنامہ فرزندِ مصطفیٰؐ | جس نے حیات و موت کا مطلب بدل دیا
اب کربلا میں خوف وہ کھاتے تھے موت سے
عزمِ حسینؑ کو جو ڈراتے تھے موت سے

عزمِ حسینؑ کی وہ درخشندگی نہ پوچھ | فرقِ حیات و موت کی تابندگی نہ پوچھ
کیا موت پر ہوا اثرِ زندگی نہ پوچھ | پیشِ حسینؑ موت کی شرمندگی نہ پوچھ
خود موت زندگی کے تصور میں کھو گئی
اور زانوائے حسینؑ پہ سر رکھ کے سو گئی

اب موت سو گئی ہے تو زندہ حسینؑ ہے | تا حشر زندگی کا حوالہ حسینؑ ہے
فخرِ حیات خضر و مسیحا حسینؑ ہے | دیکھ اے حیات دیکھ کہ کیا کیا حسینؑ ہے
قابو میں موت ہے ملک الموت بس میں ہے
ہر چیز اے حسینؑ تری دسترس میں ہے

پسماندگان ملبۂ تاریخ لو سنو شاید تمہیں وہ عظمت عاشور یاد ہو
جس دن حیات ڈھونڈتی پھرتی تھی موت کو اس فاتح اجل کو ہمیشہ دعائیں دو

انساں کی عظمتوں کا عجوبہ ہے کربلا
دنیا شکار مرگ ہے زندہ ہے کربلا

(شاداں دہلوی)

۸۔سید علی سجاد صاحب:

ارسطو کے مطابق اس کائنات کے حوالے سے بنیادی طور پر انسان فقط دو(۲) کام کرتا ہے۔ انسان اس کائنات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے(functionCongnitive) یا پھر انسان اس کائنات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے(functionmanipulative) جتنا بہتر انسان اس کائنات کو سمجھے گا اتنا ہی بہتر طریقے سے اثر انداز ہوگا۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ انسان یہ دونوں کام بیک وقت کررہا ہوتا ہے یعنی کائنات کو سمجھ بھی رہا ہوتا ہے اور ساتھ ہی اس پر اثر انداز بھی ہو رہا ہے اور اس وجہ سے شاید انسان کے فیصلے کبھی غلط بھی ثابت ہوتے ہیں کیونکہ کم علمی کے باوجود انسان فیصلہ کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسکے فیصلے میں کوئی سقم نہیں۔ لیکن میری نگاہ میں وہ لوگ بدترین ہیں جو فقط اس کائنات کو سمجھنے کی کوششوں میں اس قدر کھو جاتے ہیں کہ وہ کوئی عمل ہی نہیں کر پاتے اسے جدید نفسیات کی اصطلاح میں (Ananysis syndromeParalysis کہا جاتا ہے۔ بقول اقبال

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

۹۔سید اقبال مہدی صاحب:

زیرِ نظر موضوع حیاتِ انسانی کی ایسی حقیقت کے بارے میں ہے جسکے سامنے وہ بھی سرِ تسلیم خم کرتے نظر آتے ہیں جو خود وجودِ خالق انسان کے منکر ہوتے ہیں۔ جہاں شریعتِ اسلامی نے حیات قبل از موت سے متعلق ہر چھوٹے بڑے مسئلہ کا احاطہ کیا ہے وہیں اس انمٹ حقیقت یعنی

''موت'' کے بارے میں بھی واضح احکامات کا اجراء کیا ہے۔قرآن حکیم نے جا بجا انسان کو موت اور موت کے بعد کی زندگی سے روشناس کروایا ہے اور بالخصوص (۳۰)واں پارہ کم و بیش اسی عنوان کی حامل آیات کا احاطہ کرتا ہے۔

موت......دراصل جسم خاکی سے اُس طاہر و مطہر جوہر حیات یعنی ''امر رب'' روح کے جدا ہو جانے کا دوسرا نام ہے۔جس کی موجودگی جسم انسان کو ہر اس تعفن سے محفوظ رکھتی ہے جس کا اندازہ کسی بھی لاش کو دو تین دن سے زیادہ اس فضائے ظاہری میں رکھے رہنے کے بعد ہو جاتا ہے۔ہر طرف سے آواز آتی ہے کہ غسل وکفن ودفن میں جلدی کی جائے۔شریعت نے بھی ان کاموں میں جلدی کا حکم دیا ہے۔موت ہمیں بھر پور احساس دلاتی ہے کہ وہی مقدس و محترم وجودِ خاکی جو روح کے ساتھ اس دنیا میں تھا تو چاہنے والے دست بوسی اور معانقے کے لئے ایک دوسرے پر گر جاتے ہیں۔لیکن جیسے ہی روح نے جسم کا ساتھ چھوڑا تو اب وہی وجود بنا غسل کے غسلِ مس میت کا سبب بن گیا۔

حیات ظاہری کے اس سبق آموز انجام سے آگاہی کے ساتھ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ بنا روح کے اس جسم کو اب کیسے اس کی آخری منزل تک پہنچایا جائے۔یہ کرمِ پروردگار ہے کہ اُس نے انسان کو یہ شرف بخشا کہ جہاں ذی روح انسان قابل احترام ہوتا ہے وہیں بے روح خاکی جسم کی بھی تکریم کی جائے۔جان کنی،موت،غسل میت،کفن اور تدفین کے تمام مراحل میں اسی حکم پروردگار کی تعمیل کی جاتی ہے۔نماز میت کو واجب کفائی کا درجہ دے کر قدرت بلا لحاظ عمر و جنس جانے والے کے لئے احسن رخصت کا اہتمام چاہتی ہے۔

اسلئے ہر مسلم و مومن مرد و عورت پر یہ فرض ہے کہ وہ ان تمام احکامات شرعی سے کماحقہٗ واقف ہو جائے۔اپنے دینی بھائی/بہن کے دنیا سے حتمی سفر کے لئے جاننا ضروری ہیں۔

****

****

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب دوئم

خودنوشت: سید ذوالفقار حیدر

راقم قصبہ بڑا گاؤں تحصیل شاہ گنج ضلع جونپور یوپی بھارت کا رہنے والا ہے۔

میرے والد سید علی ظفر موحوم، مرثیہ گوشاعر اور ذاکر اہلبیتؑ تھے محکمہ MES میں ملازم تھے اور مرزاپور یوپی میں تعینات تھے۔ ہندوستان کے کچھ علاقوں میں مسلم کش فساد شروع ہو چکا تھا۔ پاکستان ہجرت کو تیار ہوگئے۔ میرے چچا سید علی نظر اور سید علی اظہر اور ماموں سید ظہور الحسن کے شدید اصرار کے باوجود والد کی ہجرت کا ارادہ تبدیل نہ ہوسکا۔ قصہ مختصر ہم اپنے والدین ۳ بہن اور ایک بھائی کے ہمراہ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۰ء کو وارد ڈھاکہ (سابقہ مشرقی پاکستان) ہوئے۔ اسوقت ہمارے واحد عزیز سید حسین حیدر صاحب مرحوم CSP ڈھاکہ ضلع کے کلکٹر تھے۔ ہمارے مشرقی پاکستان میں آباد ہونے میں انکا بڑا دخل اور احسان ہے مثلاً والد صاحب کی ملازمت، مکان کی فراہمی، بڑی ہمشیرہ کی شادی وغیرہ اور آخر میں میری ملازمت۔

میری ابتدائی تعلیم رحمت اللہ ہائی اسکول ڈھاکہ میں ہوئی۔ میرے والد صاحب کا تبادلہ میمن سنگھ ہوگیا۔ میں نے میٹرک قائد ملت ہائی اسکول میمن سنگھ سے کیا۔ I.COM آنندموھن کالج میمن سنگھ اور B.COM قائد اعظم کالج ڈھاکہ سے کیا۔ اسی دوران مرحوم حیدر صاحب کمشنر ہوگئے اور انھی کے توسط سے مجھے باآسانی واپڈا میں ملازمت مل گئی اور ۱۰ سال کے اندر میں بحیثیت چیف اکاؤنٹنٹ ترقی پاچکا تھا۔ اسی دوران والد صاحب بحیثیت گریزن انجینئر ریٹائر ہوگئے اور ہم نے میمن سنگھ میں دھان چھڑنے اور گندم پینے کی مشینیں لگالیں۔ ایک طویل جدوجہد کے بعد ہم لوگ بڑے سکون اور آسودگی سے زندگی بسر کر رہے تھے۔

۱۹۶۸ء میں ضلع سلہٹ واپڈا سے منسلک تھا میرا دفتر اور گھر ایک ہی احاطہ میں تھا مجھے سرکار کی طرف سے جیپ دستیاب تھی۔ ایک شام گھر آتے ہوئے ایک سائیکل رکشہ سے ٹکر

ہوگئی جب میں گھر پہنچا تو میری ماں نے میرا داہنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور کہا قسم کھاؤ کہ آئندہ گاڑی نہیں چلاؤ گے، میری ماں کا قتل ۱۹۷۱ء میں ہوا لیکن باوجود سینکڑوں پریشانیوں کے میں نے کبھی گاڑی کا اسٹیرنگ ہاتھ میں نہیں پکڑا۔ اللہ میری ماں کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

۱۹۷۰ء میں جنرل یحیٰی نے عام انتخاب کرایا ذوالفقار علی بھٹو دوسرے نمبر پر تھے جبکہ شیخ مجیب نے اکثریت حاصل کی تھی۔ لیکن ذوالفقار علی بھٹو اور مغربی پاکستان کے سیاستدانوں نے شیخ مجیب اور ان کی پارٹی کو حکومت میں آنے نہیں دیا اور بنگالیوں کو پیغام دیا کہ تم وہاں ہم یہاں وغیرہ۔ بنگالیوں نے مارچ ۱۹۷۱ء میں علیحدگی کا مطالبہ کر دیا۔ شیخ مجیب نے بغاوت کردی صرف ڈھاکہ ائیرپورٹ پر پاکستان تھا۔ سول وار شروع ہوگئی ۲ لاکھ غیر بنگالیوں کا قتل عام ہوا۔ میرے والدین بھی قتل کیے گئے مگر میں محفوظ رہا چونکہ اللہ کو میری زندگی مقصود تھی۔

۱۹۷۱ء کے سابقہ مشرقی پاکستان میں ظلم وستم کی ایک لمبی داستان ہے۔ غیر پاکستانیوں کے قتل عام کے بعد تیسرے دن جب میں پاکستانی فوجی کنواے کے ساتھ میمن سنگھ پہنچ سکا تو ایک ہو کا عالم تھا۔ سارے بنگالی شہر چھوڑ کر بارڈر کی طرف بھاگ گئے تھے۔ صرف باقی ماندہ بیوائیں اور چند بچے سڑکوں پر نظر آرہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ اسٹیشن روڈ پر ایک اڈھیر عمر کی غیر بنگالی خاتون ایک ہٹے کٹے بنگالی مسلمان کو پیروں سے جکڑے بکا، کر رہی ہے اتنے میں ایک فوجی ٹرک آپہنچا۔ فوجیوں نے معاملہ دریافت کیا اس خاتون نے رو کر کہا کہ اس شخص نے میرے شوہر کو قتل کیا اور جب میں مقتول شوہر کو بچانے دوڑی تو اس نے مجھے زوردار دھکا دیا۔ میری گود سے میرا واحد شیر خوار بچہ گر گیا اس شخص نے میرے بچے کو پیر سے روند دیا اور میرا بچہ مر گیا۔ اس نے میری مانگ اور کوکھ دونوں اجاڑا ہے۔ میں اس کو مار ڈالوں گی۔ پاکستانی فوجیوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور انھوں نے اس شخص کو پکڑ کر مرغے کی شکل میں کھڑا کر دیا۔ اس بیوہ خاتون نے اپنی طاقت کے مطابق چند لکے مارے اور ہانپنے لگی اور پھر چھوڑ دیا۔ فوجی اس

شخص کو اپنے ٹرک میں ڈال کر لے گئے۔

میں واحد اولا دِ نرینہ ہونے کے باوجود مرحوم والد کی وصیت کی تعمیل نہ کر سکا ان کی وصیت تھی کہ مرثیے کا بستہ ان کے قبر میں رکھ دینا جو پورا نہ ہو سکا اس وجہ سے کہ شہر کو مکتی باہنی نے مکمل طور سے محصور کر لیا تھا اور ۱۹۷۱ء کے مقتولین میمن سنگھ کو قتل کے بعد بڑے بڑے گڑھے کھود کر اجتماعی طور پر دفن کر دیا گیا مال و اسباب لوٹ لیا گیا جب میں میمن سنگھ پہنچ سکا تو دیکھا کہ مرثیے کے ٹکڑے گھر میں بکھرے پڑے تھے مجھے اس کا بے حد قلق ہے۔ اللہ مجھے معاف فرمادے۔ میں نے ان ٹکڑوں کو ایک گٹھری میں جمع کر کے سپرد خاک کیا۔ والد صاحب کے سلام سے مندرجہ ذیل چند اشعار جو مجھے یاد ہیں پیش خدمت ہیں۔

چرخ چکر میں ہے اوج کربلا کے سامنے
دم بخود عیسیٰ بھی ہیں خاک شفاء کے سامنے
مارنا اور پھر جلانا یہ نہیں کار بشر
بس علیؑ کا کام تھا کہہ دوں خدا کے سامنے
ہاتھ پہ اکبر کا لاشہ رخ پہ اصغر کا لہو
آئیں گے محشر میں شہ یوں کبریا کے سامنے

اس کے بعد ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو بنگلا دیش وجود میں آیا اور پاکستانیوں پر مزید ظلم وستم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ کم سے کم دس لاکھ پاکستانی قتل کیے گئے۔ مسلمانوں نے مسلمانوں کا بے دریغ لہو بہایا۔ زمین سخت تھی، آسمان دور اور در و دیوار دشمن جو تاریخ کا انمٹ حصہ ہے۔

بقول شریر جعفری مرحوم

ڈھونڈے سے کوئی ایک بھی بندہ نہیں ملا
ہر شخص بن گیا تھا خدا بنگلا دیش میں

لیکن چونکہ میری زندگی باقی تھی میں قتل ہونے سے پھر بچ گیا اور آگ و خون کا دریا پار کرتے

ہوئے مرحومہ اہلیہ اور ۲ شیر خوار بچوں کے ساتھ اسمگلر کے ہمراہ عازم پاکستان ہوا۔ ہم لوگوں کا
دس افراد کا قافلہ ۱۱ گست ۱۹۷۲ء کو اسمگلر کی قیادت میں ڈھاکہ سے بذریعہ ہوائی جہاز جے
سور پہنچا اور پھر بنگلہ دیش کے بارڈر پر بذریعہ بس وہاں اطلاع ملی کہ ہندوستان بارڈر پر سختی
ہوگئی ہے لہذا بن گاؤں کے جنگل سے تقریباً ۱۰ میل کا راستہ بمعہ اہل وعیال چھپ کر کراس
کرنا پڑا۔ قسمت کی خرابی کہ قافلے کے کچھ لوگ بمعہ میری اہلیہ اور میرا ایک بچہ ذیشان حیدر کو
بینا پول انڈیا بارڈر پر پولیس نے پکڑ لیا اور تھانے لے گئے۔ جب ہم لوگوں کو اس کی اطلاع
جنگل میں ملی میں نے محصورین کو امام ضامن علی رضا کی ضمانت میں دیا اور دیگر ہم سفروں نے
اسمگلر سے عاجزانہ طور سے کہا کہ دیکھو موھن راج اگر ہمارے پھنسے ہوئے لوگ ایک گھنٹے میں
ہمارے پاس نہیں پہنچیں گے تو ہم سارے لوگ یہیں ختم ہو جائیں گے اور اس کا سارا پاپ
تمہاری گردن پر ہوگا۔ موھن نے جواب دیا کہ ہم مسلمان نہیں بلکہ ہندو ہیں۔ چاہے جتنا پیسہ
بھی خرچ ہوگا بھگوان کی کرپا سے ہم ان کو آدھے گھنٹے میں آپ تک پہنچا دیں گے اور واقعی اس
نے ایسا ہی کیا۔ رات کھلے آسمان کے نیچے جنگل میں گزاری۔ تقریباً ایک بجے رات اسمگلر کے
ساتھی نے لال کدوں کی سبزی اور موٹی موٹی روٹی ہم پاکستانی جنگل باسیوں کو پیش کیا۔ واقعی
بڑی لذیذ تھی۔ اس لئے کہ صبح سے بھوکے تھے۔ ایسا لذیذ کھانا پھر نصیب نہیں ہوا۔ دوسرے
دن بس کے ذریعے حسب وعدہ ذکریا اسٹریٹ کلکتہ پہنچا دیا اور پھر میرے اہل خانہ، اہلیہ کے
چچا علی باقر، علی جعفر اور کزن ڈاکٹر علی جاوید حسین کے یہاں رانچی صوبے بہار چلے گئے۔ چند
روز قیام کے بعد ہم لوگ گورکھ پور گئے اور وہاں سے کھٹمنڈو نیپال۔ میرے خالو مرحوم سید محمد
عربی اور میرے خالہ زاد بھائی انیس، فرید، عزیز، شکیل اور عقیل نے کھٹمنڈو پہنچنے میں ہماری بے
انتہا مدد کی اور پھر ہم شہر کھٹمنڈو نیپال پہنچ گئے۔ پاکستان کے سفارت خانے کھٹمنڈو میں اپنے
آنے کی اطلاع دی اور پاکستان جانے کی درخواست دائر کی سیکنڈ سیکریٹری جناب خالد لطیف
سے انٹرویو ہوا۔ میرے پاکستانی ہونے کا تحریری ثبوت مانگا۔ میں نے گزارش کیا کہ قتل

والدین صرف پاکستانی ہونے کے قصور میں ثبوت کیا نا کافی ہے؟۔انھوں نے بادل نخواستہ میرا معروضہ قبول کرلیا اور سفری کاغذات تیار کر دیے۔اس وقت کی حکومت ہندوستان اور حکومت نیپال قابل ستائش ہیں کہ بنگلہ دیش سے پاکستان تک کی ہجرت ان کے ملک سے بلا سفری اجازت ممکن ہوئی ورنہ ایک شخص بھی پاکستان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ہمارا لٹا ہوا قافلہ ہندوستان، نیپال اور رنگون سے ہوتے ہوئے بے سروسامانی کے عالم میں دسمبر ۱۹۷۱ء کو کراچی پہنچ گیا۔میری پھوپھی، بڑی بہن اور چچازاد بہن نے سہارا دیا۔

میرے سابقہ محکمے واپڈا نے کوشش کے باوجود صرف گریڈ ۱۷ کی نوکری دے کر کوئٹہ پوسٹ کردیا جو میرے لئے بالکل نامناسب تھا کہ میں اپنے ہم عہدہ دوستوں کے ماتحت کام کروں۔میرے ڈھاکہ کے واقف کار رمضان علی وزیر سابق ڈاریکٹر پربانی جوٹ مل مشرقی پاکستان نے ایک اکاؤنٹ کلرک کی ملازمت مبلغ ۳۵۰ روپیہ ماہانہ پر حبیب گروپ کراچی ٹاولز لمیٹڈ کورنگی میں دلوادی۔میں نے اس کو چیلنج سمجھا اور قبول کرلیا۔یہ ۲ سال میرے لئے کراچی میں بڑے سخت تھے۔ستم بالائے ستم ایک شب تقریباً ۹ بجے کچھ ڈاکو میرے گھر میں داخل ہوئے اور بندوق کی نوک پر گھر کا کل اثاثہ اٹھا کر کے لے گئے۔اہلیہ اور بچے بہت پریشان تھے میں نے دلاسے کے طور پر ایک واقعہ سنایا وہ یہ ہے کہ دو باپ بیٹے کئی روز سے بھوکے تھے ایک شاہراہ سے گزر رہے تھے کہ کیا دیکھا کہ ایک صاحب سڑک پر دیگیں پکوا رہے ہیں اور لنگر جاری ہے۔ بیٹے نے باپ سے کہا کہ بابا چلیے ہم بھی کھالیں۔لیکن اس کے باپ نے کہا کہ نہیں ان کے یہاں نہیں کھانا ہے اس لئے کہ میں نے ان کے یہاں ۳ مرتبہ ڈاکہ ڈالا یہ آج بھی کھلا رہے ہیں اور ہم آج بھی بھوکے ہیں یعنی لٹنے والا آباد ہو جاتا ہے لیکن لوٹنے والا ہمیشہ بھوک اور تنگ دست رہتا ہے۔

الحمدللہ اسی کمپنی نے ۲ سال کے اندر مجھے AccountantChief بنادیا۔اور میں جدوجہد کی منزل پر تھا اور سمجھ گیا کہ میری اس وقت کی تعلیم میری ترقی کے لئے کافی نہیں ہے۔میری گزارش

پر اس وقت کے ExecutiveChief مرحوم رفیق حبیب صاحب نے میرے لئے IBA میں Sponsorship دلوادی۔ MBA مکمل کرنے کے بعد میں نے گولڈن گروپ آف انڈسٹریز میں بحیثیت DirectorExecutive ۲۹ سال خدمات انجام دیا۔

میرا LLB کا فائنل امتحان میمن سنگھ لاء کالج میں اردو نومبر ۱۹۷۱ء کو ختم ہوا اور ۱۵ دن کے بعد سقوط ڈھاکہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہوا۔ کوشش کے باوجود LLB کی ڈگری کا پتا نہیں چل سکا۔ اس لئے میں نے ۲۰ سال پہلے (FBR) حکومت پاکستان سے ITP کا Registration کرالیا تھا۔ فی الحال ٹیکس کی پریکٹس کررہا ہوں۔ یہ بات ثابت ہوگئی کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے۔

۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے کہ گولڈن انڈسٹریز میں سید انوار حیدر نقوی بحیثیت ڈرائیور ملازم تھے۔ لیکن ان کی غیر حاضری کی وجہ سے کوئی افسران کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے تیار نہ تھا۔ آخر کار ان کی برطرفی کی سمری میرے پاس بھیجی گئی ان کو میں نے بلایا اور غیر حاضری کی وجہ پوچھی انہوں نے فرمایا چونکہ وہ برابر علیل رہتے ہیں اس لئے ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتے اور وہ سات بچوں کے باپ ہیں اگر برطرف کردیئے جائیں گے تو شدید مشکلات میں مبتلا ہوجائیں گے میں نے بسم اللہ کرکے موصوف کو اپنے ساتھ لگانے کا فیصلہ کیا اور اپنے ڈرائیور محمد یامین کو دوسرے افسر کے ساتھ لگادیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد نقوی صاحب نے اپنی مستقل علالت پر غور وخوض کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ انہوں نے دو سال سے ان کے محلے کی مسجد کے مولوی صاحب کے کہنے پر محرم میں زنجیر لگانا چھوڑ دیا تھا۔ اسی سال زنجیر لگایا اور ۱۸ سال تک میرے ساتھ ڈیوٹی پر رہے اور ایک دن بھی چھٹی نہیں کی۔

میرے سب بیٹے ماشاء اللہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ برسرروزگار ہیں، مطیع وفرمانبردار ہیں۔ مجھ سے ایک قدم پیچھے چلتے ہیں۔ ان سب کی شادی چوں چراں کے بغیر میری مرضی اور حکم سے ہوئی۔ ان سب کے ماشاء اللہ بچے اور بچیاں ہیں۔ صرف ذیشان سلمہٗ کے یہاں ایک بیٹی

ہے۔میں نے اپنی سروسز بینیفٹ کے پیسے سے ہرایک کوایک ایک فلیٹ خرید دیا۔ گویا ایک ڈگری، ایک رہائش، ایک اہلیہ میری طرف سے باقی آگے بڑھنا ان کا کام۔ میری ہدایت تھی اور ہوگی کہ پہلے انسان اور پھر کچھ اور۔ میرے اردو کے استاد پروفیسر ظفر احمد ظفر صاحب جنہوں نے میرے چھوٹے بیٹے کو بھی آدم جی سائنس کالج میں پڑھایا تھا فرمایا کرتے تھے میں تمہارا پشتی استاد ہوں پچاس سال پہلے انٹر کی پہلی کلاس میں فرمایا جو میرے لئے آج تک مشعل راہ ہے

ذرا سی کامیابی پر نہ پھولو　　　　لب ساحل بھی کشتی ڈوبتی ہے

خاکسار نے ہمیشہ ہر دعا اور مجلس کو زندگی کی آخری سمجھ کر پڑھا اور سنا ہے۔ میں نے وقت کی قدر کی اور وقت نے بھی میرا پورا پورا ساتھ دیا۔ تقریباً ۱۵ سال پہلے جب میرے مقدمات کثرت سے انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل میں چلتے تھے وزیر علی انڈسٹری کا مقدمہ عالی جناب منظور الحق اور سراج احمد صاحب کی عدالت میں سماعت کے لئے مقرر تھا۔ میں حسب عادت وقت سے پہلے نکلا لیکن راستے میں ہنگامہ ہو رہا تھا۔ میری کار ٹریفک میں پھنس گئی میں وقت مقررہ سے ایک گھنٹے بعد عدالت پہنچا۔ دوسرا مقدمہ سنا جا رہا تھا۔ ریڈر صاحب نے مجھے آہستہ سے کہا کہ مقدمہ پکارا جا چکا ہے۔ میرے حاضر نہ ہونے پر دوسرے فریق نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی کہ میری غیر حاضری کیوجہ سے مقدمہ یکطرفہ خارج ہو جائے لیکن جج صاحبان نے انکی ایک بھی نہ سنی اور یہ فرمایا کہ ذوالفقار حیدر صاحب وقت کے پابند ہیں یقیناً ان کے ساتھ کوئی خاص بات ہوئی ہے۔ اس لئے وہ موجود نہیں ہیں لیکن آئیں گے ضرور یہ فائل الگ رکھ دی جائے ان کے آنے پر سنی جائے گی۔ سب سے آخر میں میرا مقدمہ پکارا گیا میں نے پہلے عدالت سے معذرت طلب کی اور واقعہ سنایا۔ مقدمہ تفصیل سے سنا گیا۔ ماشاءاللہ میرے موکل کی کامیابی ہوئی۔

بقول شاعر جناب سجاد ہاشمی

وقت کی قدر کیجیے ورنہ!　　　　وقت بھی انتقام لیتا ہے

میری دو بہویں اہلیہ طیب حیدر اور اہلیہ عمران حیدر بالترتیب دختر انجینئر سید منور مہدی صاحب اور برادرم سید وقار اعزاز ابصار صاحب سابق اسیسٹنٹ کلکٹر سیلز ٹیکس کی خدمت کا ذکر اگر نہ کروں تو اخلاقاً وشرعاً میں مرتکب جرم ہونگا۔ دونوں بچیوں نے شادی کے دن سے اور میرے روڈ ایکسیڈنٹ کے دوران اور آج تک میری ہر بات کا خیال رکھا، دامے، درمے، سخنے خدمت کر رہی ہیں اور ہر کام کرنے سے پہلے مجھ سے اجازت طلب کرنا گویا ان کی فطرت میں ہے یہ ان کے والدین کی اچھی تربیت کا نتیجہ اور خاندان کے اعلٰی نسبی کی دلیل ہے۔ اہلیہ کے انتقال کے بعد گھر کے معاملات کو اس طرح سنبھالا جیسے کہ ریل کا انجن صرف تبدیل ہو گیا ہو اور ٹرین وہی ہے۔

بیٹے یا بیٹی کے حسن سلوک خصوصاً سسرال والوں سے ماں باپ سرخرو ہوتے ہیں اور اہمیت اور قدر میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اولاد بد خلقی اور بدتمیزی سے پیش آئے تو ماں باپ اور خاندان برے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ لہذا اولاد باعث عزت وذلت دونوں ہو سکتے ہیں۔ جس کا دارومدار خود والدین کی تربیت پر ہے۔ بنگال کے مرحوم ومعروف دانشور ڈاکٹر بدر الاسلام اپنی کتاب پر یکھا میں فرماتے ہیں کہ شہر راج شاہی کے مسلمان شخص کا ایک بیٹا تھا اور اس کی بیجا حرکتوں کو بھی ماں باپ سراہتے تھے جب وہ لڑکا بڑا ہوا لڑائی کے دوران اپنے پڑوسی کو قتل کر ڈالا پھانسی کی سزا ہو گئی جب تختہ دار کے قریب پہنچا آخری خواہش ظاہر کی اپنے ابا (باپ) سے کان میں کچھ کہنا چاہتا ہوں جب باپ کے کان کے قریب پہنچا تو باپ کا کان کاٹ ڈالا اور کہنے لگا کہ اگر میری ناجائز حرکتوں کو سن کر تنبیہ کرتے تو مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

میرے خیر خواہ اور اعزاء ازراہ مذاق کہا کرتے ہیں کہ ذوالفقار صاحب کی اجازت کے بغیر ان کے گھر میں مونگ کی دال بھی نہیں پکتی ہے۔ مندرجہ ذیل وصیتیں ہیں جن کی پابندی میرے بیٹوں پر ہوگی۔

ا۔ میری تجہیز وتکفین جس قدر جلدی ممکن ہو نماز باجماعت کے بعد کسی مسجد میں بغیر کسی انتظار کے

کی جائے۔

۲۔ میرا سوئم، چہلم اور دیگر فاتحہ دعائے ندبہ، گلستان جوہر کے ساتھ کیا جائے زیارت کے بعد حسب توفیق مومنین کو ناشتہ پیش کیا جائے۔

۳۔ چونکہ میرے تمام بچے الحمداللہ معاشی اعتبار سے مطمئن ہیں ماشاء اللہ کسی کو بھی کوئی محتاجی نہیں ہے۔ تمام بھائی آپس میں حسب مراتب عمر عزت، محبت اور اخوت سے زندگی گزاریں گے۔ اگر کوئی اختلاف کا باعث بنے گا تو میری طرف سے اپنے آپ کو عاق سمجھے گا۔

۴۔ میت اور قبر پر ایک نوحہ جس کا مصرعہ مندرجہ ذیل ہے برخوردار اسعد رضا فرزند جناب سید شبیہ الرضا ساکن حارون رائل سٹی پہلی منزل، بلاک ۴۔ سی، گلستان جوہر، بلاک ۱۷، سے پڑھوایا جائے۔ اگر وہ میسر نہ ہوں تو کسی دوسرے نوحہ خواں سے پڑھوایا جائے۔

مسافران مصیبت وطن میں آتے ہیں۔ سفر سے آتے ہیں سوغات درد لاتے ہیں

۵۔ میری برسی اور فاتحہ تو قضا ہو سکتی ہے مگر والدین کی برسی قضا نہیں ہونا چاہیئے۔

اس ضمن میں سبق آموز حکایات اور مشاہدات تحریر کر رہا ہوں کہ ایک متوسط گھرانہ تھا بشمول شوہر، اہلیہ، ایک ۸ سالہ لڑکا اور شوہر کے ضیف العمر والد زندگی بسر کر رہے تھے۔ لیکن والد کے ساتھ بڑا ناروا سلوک ہوتا تھا۔ وہ بیچارے ایک کونے میں گدڑی اوڑھے پڑے رہتے تھے۔ کھانے کے دوران ڈائنگ ٹیبل کے نزدیک بلائے جاتے تھے اور وہ کھانا لے کر واپس اپنی جگہ بیٹھ کر کھاتے تھے۔ پوتے کو اللہ نے نیک توفیق عطا کی تھی۔ اس کو ماں باپ کا دادا کے ساتھ یہ نامناسب رویہ اچھا نہیں لگتا تھا۔ اس نے ایک دن دادا سے کہا کہ میں آج آپ کو ماروں گا۔ آج رات کو امی سے کھانا لیتے ہوئے پلیٹ ہاتھ سے چھوڑ دیجیے گا۔ دادا نے کہا کہ تم بھی میری اولاد کی اولاد ہو۔ تمہارا باپ، تمہاری ماں مجھے جھڑکتے ہیں مارنے کو دوڑتے ہیں تم بھی مار لینا۔ رات کو جب کھانا لگا ڈائنگ ٹیبل سے پوتے کی ماں نے آواز لگائی بڑے میاں کھانا لے جاؤ۔ بزرگوار ہانپتے کانپتے ڈائنگ ٹیبل کے قریب پہنچے مٹی کی پلٹ کھانا لینے کے

لئے بڑھائی پلیٹ ہاتھ سے چھوڑ دی۔ پلیٹ گری اور ۳ ٹکڑے ہوگئی۔ پوتا اٹھا کھینچ کر ایک طمانچہ دادا کے گال پر مارا۔ صاحب نے پوچھا کہ تم نے ابا کو کیوں مارا اس نے جواب دیا کہ آپ جب دادا کی طرح ضعیف ہو جائیں گے تو مجھ کو آپ کے لئے مٹی کی نئی پلیٹ خریدنی پڑے گی۔ اس کے بعد بزرگوار کی کایا پلٹ گئی۔ پلنگ اور دبیز بستر مہیا ہو گیا خدمت ہونے لگی۔ اس لئے کہ اولاد وہی کچھ سلوک کرے گی جو والدین اپنے ماں باپ سے رواں رکھیں گے۔

جناب مولانا ڈاکٹر اعجاز حسین جعفری پی۔ایچ۔ڈی (لندن) مجلس عزاء سے خطاب کے دوران (حوالہ حسینی دالان ڈھاکہ ۱۹۶۰ئ) فرمایا تھا کہ شہر بنارس میں ایک تیلی کمپنی باغ کے نزدیک سڑک پر کھانے کا تیل فروخت کرتا تھا لیکن عوام اُس سے تیل لینا بھی پسند نہیں کرتے تھے اتفاقاً کچھ دنوں کے بعد وہ تیلی شہر کے امیر ترین آدمیوں میں شمار ہونے لگا۔ جب وہ سڑک سے گزرتا تھا لوگ اسے سلام کرتے تھے اور وہ جواباً کہتا تھا کہہ دوں گا۔ ایک دن ساتھیوں نے پوچھا کہ آپ کا جواب سلام غیر معمولی ہوتا ہے اس کا سبب کیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ جب میں غریب تیلی تھا میرے یہاں سے لوگ تیل لینا پسند نہیں کرتے تھے اور اب جب میں پیسے والا ہو گیا ہوں تو لوگ قصداً سلام کرتے ہیں۔ یعنی سلام مجھ کو نہیں میرے پیسے کو کرتے ہیں لہٰذا میں کہتا ہوں کہہ دونگا۔

علامہ سید اظہر حسین زیدی قبلہ مجلس میں (حوالہ حسینی دالان ڈھاکہ ۱۹۶۱ئ) قربانی کے جانور کی ایک بہترین مثال دی تھی وہ یہ کہ ایک سال عید الاضحیٰ کے موقع پر میرے گھر ایک نہایت فربہ ہر عیب سے پاک خوبصورت بکرا برائے قربانی بازار سے خرید کر لایا گیا پورے محلے میں دھوم تھی کہ مولانا کا بکرا محلے کا سب سے اچھا بکرا ہے عید قرباں سے ایک رات پہلے وہ بکرے والا دیہاتی میرے گھر آیا اور مجھ سے کہا کہ چونکہ آپ نے اس بکرے کو قربانی کے لئے خریدا ہے مجھے واپس کر دیجئے اس لئے کہ اس کی قربانی جائز نہیں ہے میں بڑا حیران ہوا کہ اس میں تو کوئی عیب نہیں ہے اور جسمانی لحاظ سے بالکل موزوں ہے۔ بکرے والے نے تفصیل سے

بتایا کہ بچپن میں اس کی ماں مرگئی تھی اور اس نے کتیا کا دودھ پیا تھا لہٰذا جس جانور کا آغاز عیب دار ہو وہ قربانی کے لئے جائز نہیں ہے میں نے بہت سے علماء کے سامنے اس کا حل معلوم کیا سب کی ایک ہی رائے تھی کہ ناخواندہ شخص کا کہنا درست تھا۔

سرکار شاعر اہلبیت جناب نسیم امروہوی صاحب قبلہ نے ایک مرتبہ نجی نشست میں سید علی نذر میرے عم مرحوم کے دولت کدے پر فرمایا کہ وہ خیر پور میں ایک مجلس میں پڑھ رہے تھے۔ مصرع یوں تھا

اکبر ہوئے شہید قاسم ہوئے شہید
حتیٰ کہ تیر سے علی اصغر ہوئے شہید

ایک ادھیڑ عمر شخص نے دوران مرثیہ اعتراض کیا کہ جناب ہم تو آج تک یہ سنتے آئے ہیں کہ حضرت علی اصغر کو حرملہ ملعون نے شہید کیا آپ فرما رہے ہیں کہ حتیٰ نے کیا ہے۔ میں فوراً اس کی بات مان گیا اور اپنے مصرعے کی بقول اس معترض کے وہیں پہ اصلاح کر کے پڑھ لیا۔

۱۹۸۸ء کا واقعہ ہے کہ میں لیبر کورٹ نمبر ۳ میں موجود تھا ایک مدعی راپسن ریڈ نامی عیسائی شخص کا جج جناب تحسین بھٹی برائے بحالی ملازمت پاکستان اسٹیل کے خلاف مقدمہ زیر سماعت تھا۔ مدعی کو بیان کے لئے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا۔ عدالت ھذا کے ریڈر نے انجیل پیش کی اور اس عیسائی مدعی سے کہا اس پر ہاتھ رکھو اور کہو عیسیٰ مسیح کی قسم جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اور سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔ اس شخص نے انکار کیا اور کہا میں قسم نہیں کھا سکتا۔ جج صاحب نے فرمایا اگر تم قسم نہیں کھاؤ گے تو تمہارا مقدمہ خارج ہو جائے گا۔ اس نے کہا ہوتا ہے تو ہو جائے میں قسم نہیں کھاؤں گا۔ نتیجتاً مقدمہ عدالت نے خارج کر دیا۔

ممبر سیل ٹیکس کے سامنے ہمدرد دواخانہ کا کیس زیر سماعت تھا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ شہد بحیثیت دوا کے سیل ٹیکس سے مستثنیٰ تھا لیکن بحیثیت غذا نہیں۔ محکمہ نے غذا تصور کرتے

ہوئے اس وقت تقریباً پچیس لاکھ کا ڈمانڈ نکال دیا تھا۔ ہمدرد دواخانہ نے اس کی اپیل دائر کی تھی مرحوم حکیم سعید خود بمعہ ان کے وکیل پیش ہوئے ان کے وکیل نے دوران جرح قرآن کی ایک آیت پیش کی جس کا متن ہے کہ شہد ام ادویات ہے اس لئے اس کو دوا تصور کیا جائے۔ جج صاحب نے فرمایا کہ قرآن وحدیث کی بات تو آپ اللہ اور رسول ﷺ سے کیجئے آپ مجھے کوئی حکومت کا نوٹیفیکیشن دکھلا دیجئے جس میں یہ کہا گیا ہو کہ شہد دوا ہے اور اپیل خارج کردی۔ (حکیم صاحب قبلہ اس وقت گورنر نہیں ہوئے تھے) پیر پٹکتے ہوئے باہر نکلے اور کہا خدا غارت کرے ایسے ماحول کو۔

یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ آج کا مسلمان بلا تفریق خواہ صدر ہو یا وزیر اعظم یا سفیر سب ضرورت بلا ضرورت منافقت سے کام لیتے ہیں اور سازشوں میں مصروف رہتے ہیں آج سے نہیں اوائل اسلام میں بھی مسلمان سازشیں کرتے تھے۔ مجھے بتایا جائے کہ خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنیؓ کو کس نے قتل کیا اور اس میں کس کی سازش تھی اور مسلمان قاتل اور سازش کرنے والوں پر لعن کیوں نہیں کرتے؟۔ اگر مسلمانوں نے قتل نہیں کیا تو کیا کلنٹن، بش، اوباما آیا تھا؟ ہرگز نہیں۔

اس ضمن میں ایک آپ بیتی سبق آموز حقیقت پیش کر رہا ہوں سن ۱۹۹۰ء کے اوائل میں جنرل ضیاء الحق کا مومنین کے لئے ایک پرآشوب دور تھا۔ میری رہائش کے قریب جامع مسجد حسن آباد بلاک ۱۸ فیڈرل بی ایریا میں نماز جمعہ کے خطبے کے دوران خطیب مسجد ملا محمد خالد زمان خان دیوبندی شیعوں کو لاؤڈ اسپیکر پر شدید گالیاں دیتا تھا۔ مومنین پریشان تھے اور اپنی جگہ پر کسمسایا کرتے لیکن مکدر اور مخالف حالات کی وجہ سے خاموش تھے۔ ایک دن مسجد ھذا کے ٹرسٹی جناب منظر علی خان صاحب مرحوم نے جن سے میرے دیرینہ تعلقات تھے۔ مجھے اپنی بیٹی کی رسم منگنی میں مدعو کیا تقریباً ۵۰ مدعوین جب کھانے سے فارغ ہوئے اور چائے پی رہے تھے مسجد کا ملا بھی موجود تھا۔ خاں صاحب نے ملاجی کو با آواز بلند مخاطب کیا اور پوچھا کہ مولانا صاحب آپ ہر جمعے کے خطبے میں شیعہ حضرات کو گالیاں دیتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ ملاجی

نے فوراً کہا شیعہ کافر ہیں عین نجس ہیں۔ ان کے ساتھ کھانا پینا حرام ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ خلفاء راشدین کو نہیں مانتے میری چائے تقریباً ختم ہو چکی تھی میں نے حاضرین کو مخاطب کیا اور یاد دلایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں شیعہ ہوں لیکن عالم نہیں میری قرآن وحدیث وتفسیر پر مکمل دسترس نہیں ہے ملاجی سے پوچھا جائے کہ وہ خلفاء راشدین کو کیا مانتے ہیں کہ شیعہ نہیں مانتے میں نے دوبارہ زور دے کر کہا کہ کیا اللہ مانتے ہیں؟، کیا پیغمبر مانتے ہیں؟، کیا رسول مانتے ہیں؟، کیا خلافت الٰہی مانتے ہیں؟ کہ شیعہ نہیں مانتے ملاجی کا عقیدہ یہی ہے نا کہ بنی سقیفہ میں خلیفہ چنے گئے اور یہی عقیدہ شیعوں کا بھی ہے بلکہ ہم تو کچھ بڑھکر خلافت الٰہی کے بھی قائل ہیں ملاجی فوراً حدیث وتفسیر کی طرف دوڑے حاضرین میں سے رؤف صدیقی صاحب نے ملاجی سے کہا کہ ذوالفقار صاحب پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ وہ عالم دین نہیں ہیں نا ہی ان کی دسترس حدیث وتفسیر پر ہے۔ مولانا آپ ان کا منطقی جواب دیں۔ ملاجی بلکل بے بس و ناچار تھے۔ کچھ وقفے کے بعد منظر علی خان مرحوم نے اعلانیہ فرمایا کہ مولانا آپ تقریباً ۲ سال سے ہم شہریوں اور ہمسایوں کے درمیان نفرت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا نتیجہ بڑا سنگین ہو سکتا تھا اور کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن شیعہ حضرات کی مدبرانہ حکمت عملی اور صبر کی وجہ سے امن رہا ہم ان کو سلام پیش کرتے ہیں۔ آج آپ اس سوال کا جواب دیں ورنہ اب آپ کو مسجد میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ایسا ہی ہوا دوسرے دن ملاجی کو مسجد کا مکان خالی کرنا پڑا۔ مسجد ومدرسے کی خاصی آمدنی بھی ان کے ہاتھ سے گئی۔ سنا ہے کہ وہ اس دنیا سے بھی رخصت ہو گئے میری دعا ہے کہ اللہ ملاجی جن کو وہ مانتے تھے ان ہی کے ساتھ محشور کرے اور ان ہی کی سایہ عاطفت میں جگہ دے۔ اس مناظرہ کی مرحوم ومغفور علامہ عقیل ترابی صاحب قبلہ اور مولانا مرحوم ومغفور سید ضمیر الحسن صاحب قبلہ نے ستائش کی اور اپنی مجالس میں خطاب کے دوران کئی بار ذکر کیا۔

اسی طرح مناظرے کا ایک موقع مجھے اور ملا۔ میں ۱۹۷۲ء میں MBA کی کلاسیز IBA

Campus City میں شام ٦ بجے سے ١١ بجے رات تک کرتا تھا۔ مغرب اور عشاء کی نماز Campus کی مسجد میں ادا کرلیتا تھا۔ ایک شب میرے ہم عمر پروفیسر عارف صدیقی نے جو مسجد میں امامت بھی کرتے تھے۔ تنہائی میں بلوایا اور سوال کیا کہ آپ کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ جس فرقے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تعلق رکھتے تھے۔ استاد مکرم نے پھر پوچھا کہ آپ شیعہ ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہ شیعہ ہوں نہ سنی اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ شیعہ تھے نہ سنی۔ انھوں نے فرمایا کہ نمازیں ملا کر پڑھنے والے اور قبل از وقت پڑھنے والے رافضی اور کافر ہوتے ہیں۔ آپ بھی یہی حرکت کرتے ہیں۔ میں نے مؤدبانہ گزارش کی کہ حج مسلمانوں کے لئے ایک واجب فریضہ ہے اور اس میں کچھ ارکان عام زندگی میں جائز ہیں مگر دوران احرام اور حج حرام ہیں۔ مثلاً عام لباس پہننا سر پر ٹوپی رکھنا، سر ڈھانپنا، متحرک سائے کے نیچے چلنا وغیرہ اور احرام باندھنے کے بعد یہ سارے ارکان حجاج پر حرام ہوجاتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک بھی رکن ایسا نہیں ہے جو دوران احرام جائز ہو اور عام زندگی میں ناجائز ہو۔ میں نے ان کی توجہ مبذول کرائی کہ دنیا کے سارے حجاج میدان عرفات میں ظہر وعصر اور مزدلفہ مسجد الحرام میں مغرب وعشاء کی نماز باجماعت ایک ساتھ ایک ہی وقت میں پڑھتے ہیں۔ محترم پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ میں نے حج نہیں کیا ہے۔ میں حج کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ میں نے دیکھا نہیں ہے۔ تقریباً ٣٠ سال کے بعد جب اس خاکسار کو ٢٠٠٢ء میں پہلا حج نصیب ہوا میری ملاقات اس مزدلفہ (مسجد الحرام) کے میدان میں ہی پروفیسر موصوف سے ہوئی مجھے یاد آگیا۔ میں نے بڑے عجز و عاجزی سے دریافت کیا کہ سر آپ نے نماز مغرب وعشاء ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں یقیناً ادا کی ہوگی۔ پروفیسر صاحب نے بڑی فراخ دلی سے کہا کہ آپ لوگ درست ہیں اور آپ ٹھیک کہہ رہے تھے۔ میں آپ سے دل شکنی کے لئے معذرت خواں ہوں اور آپ کی اس وقت کی برداشت کو سلام کرتا ہوں۔

خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر قبلہ کی مجلس (حوالہ مجلس باب العلم ۱۹۸۰ئ) بعنوان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آئمہ اطہار علیہم السلام معصوم تھے اور ان کو علم غیب تھا؟ خصوصاً سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کو تو وہ کربلا کیوں گئے؟ اس مجلس کا اقتباس حاضر خدمت ہے۔

تیز گام ایکسپریس راولپنڈی سے لاہور کی جانب اپنی پوری رفتار سے رواں تھی دریا راوی شباب پر تھا۔ راوی کے پل پر ریل کی پٹری دہشت گردوں نے اکھیڑ دی تھی۔ دو ذی شعور لڑکوں نے دیکھا کہ اگر اس پٹری پر تیز گام پہنچ گئی تو پوری ٹرین ہزاروں مسافر کے ساتھ غرق دریا ہو جائے گی۔ لڑکوں نے بروقت فیصلہ کیا کہ ہم میں سے ایک ٹرین راوی پل پہنچنے سے پہلے ٹرین کے نیچے لیٹ جائے گا میرے کٹنے کے بعد ڈرائیور یقیناً تیز گام روک لے گا تب دوسرا لڑکا بتا دیگا کہ آگے راوی کے پل پر پٹری اکھڑی پڑی ہے اس طرح سے ایک لڑکے نے شہید ہو کر پاکستان کی ریل کو بمعہ مسافر بچالیا۔ اسی طرح امام حسین علیہ السلام نے علم غیب رکھتے ہوئے اپنی جان کی قربانی دے کر اسلام کی ٹرین کو غرق ہونے سے بچالیا۔ مسافران ٹرین، قریے کے باسی، شہر کے عوام، ملک کے لوگوں نے، بیرون ممالک میں اخباروں پہ، ٹیلی ویژن پہ لڑکے کے اس اقدام کو بے حد سراہا گیا اور احسان مند ہوئے لیکن جن سازشیوں نے پٹری اکھاڑی تھی یا اس سازش میں ملوث تھے وہ مین میخ نکالنے لگے۔ امام حسین علیہ السلام کا باعمل کردار دنیا کے لئے ایک نمونہ ہے۔ کیا خوب ارشاد فرمایا ہے شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی مرحوم اور جناب احسان دانش مرحوم نے۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ
(جوش ملیح آبادی)

واقعات کربلا پر جو بھی رو سکتا نہیں
آدمی تو ہے مگر انسان ہو سکتا نہیں
(احسان دانش)

خود میں ایک زندہ معجزے سے مستفیض ہوا۔ ۲۶ جون ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ تقریباً ۹ بجے میں اپنے آفس میں FTO کے سامنے میں اپنے موکل جیلانی انڈسٹریز کے مقدمے کی پیروی کی تیاری کر رہا تھا۔ دفعتاً میرے بائیں آنکھ کی روشنی کم ہونے لگی۔ میں نے چشمہ صاف کیا اور فوراً اپنی رہائش گاہ پر پہنچا پانی سے آنکھ صاف کی۔ ایک گھنٹے کے دوران میری ایک آنکھ کی روشنی بالکل چلی گئی اور سر میں درد اور قے شروع ہوگئی۔ بڑا پریشان ہوا۔ میں اور میرے موجود بیٹے اور بہوؤں نے ساری رات جاگ کر گزاری۔ صبح ہوئی Wheelchair پر میرے دونوں بیٹے دعائے ندبہ میں شرکت کے لئے مسجد و امام بارگاہ صاحب الزماں علیہ السلام لے گئے۔ دستہ دعائے ندبہ کے نگران اعلیٰ مولانا ظفر حسین ظفر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ مختصر مجلس عزا ہوئی۔ زیارت کے بعد میں اپنے آپکو ہشاش بشاش محسوس کرنے لگا۔ چھڑی ٹیکتے ہوئے امام بارگاہ سے باہر نکلا صحن میں آیا مسجد کے کونے میں حسب سابق کرسی پر بیٹھ گیا۔ آنکھ میں روشنی آنے لگی۔ کچوری اور بجھیا کا ناشتہ کیا۔ جب گھر پہنچا ماشاء اللہ روشنی مکمل آچکی تھی۔ دوسرے دن میرے مستقل آنکھ کے ڈاکٹر جنھوں نے میری دونوں آنکھوں کا آپریشن کیا تھا (ڈاکٹر ایم۔ اتچ۔ شہزاد، FRCS) نے بغور معائنہ کیا اور کہا کہ آپ کی آنکھوں کو کچھ نہیں ہوا اور بالکل صحتمند ہے۔ یہاں تک کہ ذیابیطس کا بھی اثر نہیں ہے۔

میری ایک عزیزہ جو اپنے والی و وارث اور پانچ پھول جیسے بچوں کے ساتھ جدہ سعودی عرب میں مقیم تھیں لیکن محرم کرنے کے لئے اپنے بچوں کے ہمراہ کراچی آجایا کرتی تھیں ایک سال ان کا بڑا بچہ عمر تقریباً چودہ سال عاشور کے دن پرانی نمائش پر زنجیری ماتم کرتے ہوئے اس کے داہنی آنکھ پر زنجیر کا ایک پھل لگ گیا آغا خان اسپتال فوراً منتقل کیا گیا آنکھ کا ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ کیا گیا رپورٹ کے مطابق اس کی آنکھ ضائع ہوگئی تھی ڈاکٹر سرجن کو فوراً طلب کیا گیا کہ اس کی زخمی ضائع شدہ آنکھ نکال دی جائے۔ بچے کی ماں اس وقت ایک مجلس میں نوحہ کناں تھیں اطلاع ہوئی نوحہ خوانی کے بعد محفل شاہ خراساں تشریف لائیں۔ دو رکعت نماز ادا کی اور دعا کی کہ

پروردگار میرے بچے کی آنکھ ٹھیک ہو جائے اور نذر مانی کہ میرا یہ بچہ چہلم شہدائے کربلا کے موقع پر زنجیروں کا ماتم کرے گا دوسری طرف آغا خان اسپتال میں ملک کے مایہ ناز ڈاکٹر M.H شہزاد جو خصوصی طور سے آنکھ کی صفائی کے لئے طلب کئے گئے تھے۔ آپریشن تھیٹر میں معائنہ کیا اور ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ سے متفق نہ ہوئے اور دوبارہ ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ کی ہدایت کی۔ دوسرا ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ کی رپورٹ کے مطابق آنکھ مذکورہ پر ایک خراش تھی جس کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر نے ڈریسنگ کر کے ایک پٹی باندھ کر رخصت کر دیا اور آج وہ بچہ سن بلوغت تک پہنچ چکا ہے۔ F.I.A میں ڈپٹی ڈائریکٹر ہے۔ ہر چہلم کو زنجیر کا ماتم کرتا ہے۔ خدا اس کو زندہ اور سلامت رکھے۔ میں اس مومنہ خوش عقیدہ خاتون کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے ایک شریف النفس خاندان کے فرزند نے امریکہ میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور ڈاکٹر بننے کے بعد پاکستان تشریف لائے ان کی شادی ایک کمسن صاحب زادی سے ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خسر محترم کو یقین دلایا کہ میں امریکہ جانے کے بعد چھ مہینے کے اندر کاغذات مکمل کروا کے بھیج دوں گا اور ان سے گزارش کی کہ پاکستان میں ان کی اہلیہ کو جہاز پر بٹھانے سے پہلے بذریعہ تار اور ٹیلیکس جو اس زمانے میں مروج تھا اطلاع بھجوادیں گے تو ان کو وہیں نیویارک کے ہوائی اڈے پر وصول کرلیں گے لہٰذا حسب پروگرام بزرگوار نے عمل کیا اور اپنی بیٹی کو کراچی ایئر پورٹ سے رخصت کر دیا۔ ہوائی جہاز طویل سفر طے کرنے کے بعد نیویارک ہوائی اڈے پر اترا وہاں ڈاکٹر صاحب موجود نہیں تھے۔ تن و تنہا لڑکی جب اضطراب کے عالم میں تھی کہ اب کیا کریں؟ اس نے استغاثہ بلند کیا کہ یا باب الحوائج میں یک و تنہا ہوں میری مدد فرمایئے۔ اتنے میں ایک بارعب شخص تشریف لائے اور اس پریشان لڑکی سے پوچھا کہ آپ پریشان کیوں ہیں آپ کو فلاں صاحب کے یہاں جانا ہے۔ آیئے تشریف لایئے بقول اس لڑکی کے وہ ان کے ساتھ چل پڑی۔ ایک کار میں پیچھے بٹھایا

گیا۔ سامان ڈگی میں رکھا گیا اور کار چل پڑی کچھ دور جانے کے بعد ایک جگہ کار کھڑی ہوئی اور ڈرائیور نے ایک مکان میں گھنٹی بجائی ڈاکٹر صاحب باہر نکلے اور ششدر رہ گئے خاتون جذبات میں رونے لگیں کہ آپ نے مجھے کس خطا کی سزا دی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے معذرت طلب کی کہ تمہارے پہنچنے کی مجھکو قطعی اطلاع نہیں ملی خاتون نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر یہ صاحب مجھے لے کر یہاں نہ پہنچاتے تو میں کیا کرتی۔ ڈاکٹر صاحب ان حضرت کی طرف لپکے اور ہاتھوں کا مصافحہ کرنا چاہا حضرت نے فرمایا کہ میں کیسے مصافحہ کروں میرے تو ہاتھ ہی نہیں ہیں اور اس کے بعد غائب ہو گئے۔ ہاتھ کا ذکر آ گیا ہے تو شاعر اہلبیت جناب ڈاکٹر ہلال نقوی کے مرثیے کا ایک بند پیش خدمت ہے۔

یہ ہاتھ کٹ گئے تو بڑھے تب رسن کے ہاتھ
بچوں کے وہ گلے وہ حرم وہ بہن کے ہاتھ
زنجیر بستہ ہاتھ کفن تک نہ دے سکا
مجبور کس قدر تھے غریب الوطن کے ہاتھ
چہرے تمام گرد غریبی سے اٹ گئے
دو ہاتھ کیا کٹے کہ سب ہی ہاتھ کٹ گئے

حضرت علی علیہ السلام جو کل کے مشکل کشاء ہیں اور عالم کی دعا قبول کرنے کا وسیلہ ہیں خود دعا فرمائی کہ مجھے اولاد باکردار و شجاع عطا فرما۔ جس کا مشاہدہ کربلا میں نہر فرات کے اندر حضرت عباس علیہ السلام نے اپنا گھوڑا ڈالا اور چلو میں پانی لیکر آسمان کی طرف دکھایا اور دوبارہ دریا برد کر دیا۔ جہاں تک شجاعت کی بات ہے ۷۲ شہداء شجاع تھے صرف اجازت امام کی دیر تھی کربلا کا نقشہ ہی بدلا ہوتا۔ میں تو کہتا ہوں دنیا حضرت علی اصغر علیہ السلام کی شجاعت کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ حضرت عباس علیہ السلام اہلبیت تو نہ تھے لیکن محافظ اہلبیت تھے۔ لٹا ہوا قافلہ جب محلہ بنی ہاشم مدینے پہنچا تو بشیر نے صدا دی کہ ام البنینؑ سے کہہ دو کہ عباسؑ مر گئے۔ یہ صدا سنتے ہی ام

البنین عصاء کے سہارے باہر آئیں اور پھر دریافت کیا کہ کیا میرے آقا حسین علیہ السلام زندہ ہیں جواب ملا کہ سوائے مردوں میں زین العابدین علیہ السلام کے کوئی نہ بچ سکا۔ تو انھوں نے منادی سے کہا کہ تم امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی صدا دو۔ یہ وہ ام البنین ہیں جن کے چاروں فرزند امام حسین علیہ السلام کی نصرت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ یہ وہ کردار تھے۔ جس کی دعا حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی رحلت کے بعد فرمایا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل جن کے لئے یہ کائنات خلق کی گئی۔ دنیا سے رخصت ہو گئے تو ہما وشا کی کیا حیثیت موت آنی ہے اور یقیناً آنی ہے۔ کیا حقیقت سرکار جناب مولانا سبط حسن اعلی مقامہٗ اور ممتاز ہر دل عزیز شاعر استاد قمر جالوی نے فرمایا ہے۔

یاں دوش پر جنازہ ہے ملک عدم میں روح
کوسوں بڑھا ہوا ہے پیا دہ سوار سے

(سبط حسن اعلی اللہ مقامہٗ)

دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

(استاد قمر جلالوی)

میرے والدین بشمول دیگر مسلمان و مومنین مقتولین میمن سنگھ سابق مشرقی پاکستان موجودہ بنگلہ دیش کو تجہیز و تکفین نہ مل سکی جس کے لئے میں اپنے والدین سے بہت شرمندہ ہوں کہ مٹی بھی نہ دے سکا جبکہ ہر مسلمان کی تجہیز و تکفین ہر زندہ مسلمان پر واجب کفایہ ہے۔

میں نے آئمہ اطہار علیہم السلام کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں حضرت مولانا پروفسر سید تقی ہادی نقوی صاحب قبلہ کی تصدیق اور علامہ طالب جوہری صاحب کی توثیق کے بعد یہ کتاب بعنوان کل نفس ذائقۃ الموت اور ارکان بعد از موت پیش کر رہا ہوں۔ پروردگار کل ارواح مومنین و مومنات کو آئمہ معصومین علیہ السلام کے سائے میں جگہ عطا فرمائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب سوئم

ارکان بعد از موت

جان کنی کی حالت میں

(مسئلہ نمبرا) جاں کنی کی حالت میں نماز میت تک خواہ مرد ہو یا عورت ۔ بڑا ہو یا چھوٹا احتیاط واجب ہے کہ اسے پشت کے بل اس طرح لٹایا جائے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ رخ ہو ں تا کہ اس کا منہ قبلے کی طرف ہو۔

(۲) مستحب ہے کہ جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہو اس کے سامنے شہادتیں) کلمہ (بارہ اما مو ں کے نام اور دوسرے دینی عقائد اس طرح پڑھے جائیں تا کہ وہ سمجھ لے اور اس کی موت کے وقت تک ان چیزوں کو مسلسل دہراتے رہنا بھی مستحب ہے۔

(۳) حدیث معتبرہ کے مطابق تاکیداً کلمات فرج بھی جان کنی کے وقت پڑھائیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا فِیْہِنَّ وَ مَا بَیْنَہُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

(۴) مستحب ہے کہ جاں کنی کی حالت میں یہ دعا اس طرح سنائی جائے کہ وہ سمجھ سکے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الْکَثِیْرَ مِنْ مَعَاصِیْکَ وَ اقْبَلْ مِنِّیَ الْیَسِیْرَ مِنْ طَاعَتِکَ یَا مَنْ یَقْبَلُ الْیَسِیْرَ وَ یَعْفُوْ عَنِ الْکَثِیْرِ اِقْبَلْ مِنِّیَ الْیَسِیْرَ وَاعْفُ عَنِّیَ الْکَثِیْرَ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ فَاِنَّکَ رَحِیْمٌ.

(۵) کسی کی جان سختی سے نکلنے کے امکانات ہوں تو اسے اگر تکلیف نہ ہو تو اس کو اس جگہ لے جانا جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا مستحب ہے

(۶) جو شخص جاں کنی کے عالم میں ہو اس کی آسانی کے لئے (یعنی جان آسانی سے نکلنے کے لئے) اس کے سرہانے سورہ یٰسین، سورۃ الصّفّٰت، سورۃ الاحزاب، آیت الکرسی، سورۃ الاعراف کی 54ویں آیت اور سورۃ البقرہ کی آخری تین آیات کی تلاوت کی جائے بلکہ قرآن مجید جتنا بھی ممکن ہو سکے پڑھا جائے۔

(۷) جو شخص جاں کنی کے عالم میں ہو اسے تنہا چھوڑنا اور کوئی بھاری چیز اس کے پیٹ پر رکھنا اور کسی کا حالت جنابت یا حالت حیض میں اس کے قریب ہونا اور اسی طرح اس سے زیادہ باتیں کرنا اور رونا اور صرف عورتوں کو چھوڑنا یہ سب باتیں مکروہ ہیں (یعنی ناپسندیدہ باتیں ہیں)

مرنے کے بعد کے احکام

(۸) مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں اور ہونٹ بند کر دیئے جائیں اور اس کی ٹھوڑی کو باندھ دیا جائے نیز اس کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے اگر رات کے وقت موت واقع ہو تو وہاں چراغ جلائیں) یعنی روشنی کر دیں(اور جنازے میں شرکت کے لئے مومنین کو اطلاع دیں اور میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں۔ علاوہ ازیں اگر میت حاملہ ہو تو بچہ زندہ ہونے کی حالت میں ضروری ہے کہ دفن کرنے میں اتنا توقف کریں کہ اس کا پہلو چاک کر کے بچہ نکال لیں اور پہلو کو سی دیں۔

غسل۔ کفن۔ نماز اور دفن کا وجوب

(۹) کسی مسلمان کا غسل۔ حنوط۔ کفن۔ نماز میت اور دفن خواہ وہ شیعہ اثناء عشری نہ بھی ہو اس کے ولی پر واجب ہے اور ضروری ہے کہ ولی خود ان کاموں کو انجام دے یا کسی دوسرے کو ان کاموں کے لئے معین کرے تو ولی سے ان کاموں کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ بلکہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر بھی انجام دے تب بھی ولی سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور اگر میت کا کوئی ولی نہ ہو یا ولی ان کاموں کو انجام دینے سے منع کرے تب بھی باقی لوگوں پر جو مکلف ہوں ان پر واجب کفائی ہے کہ وہ میت کے کاموں کو انجام دیں۔ چنانچہ اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو تمام

مکلف لوگ گنہگار ہوں گے اور ولی سے اجازت کی شرط ختم ہوجائے گی۔

(۱۰) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ میت کا غسل۔ کفن۔ حنوط۔ نماز یا دفن غلط طریقے سے ہوا ہے تو ضروری ہے کہ ان کاموں کو دوبارہ انجام دے۔ لیکن اگر اسے باطل ہونے کا گمان ہو) یقین نہ ہو (یا شک ہو کہ درست تھا یا نہیں تو اقدام کرنا ضروری نہیں عورت کا ولی اس کا شوہر ہے اور وہ لوگ کہ جن کو میت سے میراث ملتی ہے۔

(۱۱) نابالغ بچہ۔ دیوانہ یا وہ شخص جو موجود نہ ہو اور میت کے امور کے انجام نہ دے سکتا ہو وہ بھی ولی نہیں بن سکتے۔

(۱۲) اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا ولی ہوں یا میت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے یا میت اس کے تصرف میں ہو یا پھر دو عادل گواہی دیں تو اس کا قول قبول کر لینا چاہئے۔

(۱۳) اگر مرنے والا اپنے غسل۔ کفن اور دفن اور نماز کیلئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے تو ان امور کی ولایت اسی شخص کے ہاتھ میں رہے گی اور یہ ضروری نہیں کہ جس کو میت نے وصیت کی ہو وہ خود ان کاموں کو انجام دینے کا ذمہ دار بنے اور اس وصیت کو قبول کرے لیکن اگر قبول کرے تو عمل کرنا ضروری ہے۔

غسل میت کی کیفیت

(۱۴) میت کو تین غسل دینے واجب ہیں) میت کے جسم سے کثافت دور کرنے کے بعد یعنی صابن وغیرہ سے نہلا کر پاک وصاف کرنے کے بعد (پہلا غسل ایسے پانی سے جس میں بیری کے پتے ملے ہوں۔ دوسرا غسل ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہوا ہو اور تیسرا خالص پانی سے۔

(۱۵) ضروری ہے کہ بیری اور کافور اس قدر زیادہ نہ ہوں کہ پانی مضاف ہو (رنگ بدل جائے اور نہ بالکل کم ہوں کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں نہیں ملائے گئے ہیں۔

(۱۶) بیری اور کافور جتنی مقدار میں ضروری ہے نہ مل سکیں تو احتیاط مستحب کی بناء پر جس مقدار میں میسر آئے پانی میں ڈال دیں۔

(۱۷) اگر بیری یا کافور کوئی ایک نہ مل سکے یا کسی بناء پر استعمال جائز نہ ہو مثلاً یہ کہ غصبی ہو تو احتیاط واجب کی بناء پر ضروری ہے کہ ان میں سے ہر اس چیز کے بجائے جس کا ملنا ممکن نہ ہو میت کو خالص پانی سے (اس کی نیت کے ساتھ) غسل دیں اور تیمم بھی کرایا جائے۔

(۱۸) جو شخص میت کو تیمم کرا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ زمین (مٹی) پر مارے اور میت کے چہرے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو میت کو اس کے اپنے ہاتھوں سے بھی تیمم کرائے۔

(۱۹) جو شخص میت کو غسل دے ضروری ہے کہ وہ عقل مند مسلمان اور اثناء عشری اور غسل کے مسائل سے واقف ہو چنانچہ اگر غیر اثناء عشری کی میت کو اس کا ہم مذہب اپنے طریقے سے غسل دے تو اثناء عشری شخص سے ذمہ داری ساقط ہے لیکن اگر وہ اثناء عشری شخص میت کا ولی ہو تو ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی اثناء عشری شخص ہی میت کو غسل دے گا۔

(۲۰) غسل دینے والے کی نیت قربۃ الی اللہ ہو یعنی اللہ تعالی کی خوشنودی کیلئے غسل دے۔

(۲۱) مسلمان کے بچے کو خواہ وہ ولد الزنا ہی کیوں نہ ہو غسل دینا واجب ہے

(۲۲) اگر ایک بچہ چار مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو کر ساقط ہو جائے تو اسے غسل دینا ضروری ہے اگر چار ماہ سے کم ہو لیکن اس کا پورا بدن بن چکا ہو تو بر بناء احتیاط اس کو غسل دینا ضروری ہے ان دو صورتوں کے علاوہ احتیاط کی بناء پر اسے کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دیے دفن کر دینا چاہیے۔

(۲۳) مرد عورت کو اور عورت مرد کو غسل نہیں دے سکتے تا ہم بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتے ہیں۔

(۲۴) غیر ممیز (تین سال سے کم) لڑکی کو مرد اور غیر ممیز (تین سال سے کم) لڑکے کو عورت غسل دے سکتی ہے میت کی شرمگاہ پر نظر کرنا حرام ہے غسل میت میں اجرت لینا حرام ہے جو جنابت یا حیض کی حالت میں ہو اور مر جائے اسے غسل جنابت یا غسل حیض دینا ضروری نہیں ہے بلکہ غسل میت ہی اس کے لئے کافی ہے۔ (سید علی حسینی سیستانی)

غسل میت کا طریقہ

(۲۵) مستحب ہے کہ میت کو غسل کی جگہ (تختے یا چبوترے) پر اس طرح لٹائیں کہ اس کے تلوے قبلہ رخ ہوں کپڑوں کو پاؤں کی جانب سے اتاریں یا اس کے وارثوں کی اجازت سے پھاڑ دیں۔ شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیں اور ایک گڑھا کھود دیں تاکہ غسل کا پانی اس میں جمع ہو۔ سر کی جانب سے اونچا رکھیں اور زیر آسمان غسل نہ دیں۔ کسی چیز سے سایہ کرکے غسل دیں۔ صحت مند آدمی میت کو غسل دے جو میت کو کروٹیں دلا کر آسانی سے نہلا سکے۔ میت کی انگلیوں کو آہستہ آہستہ نرم کرے تاکہ ٹوٹنے کا ڈر نہ ہو۔ پورے بدن سے اچھی طرح میل کچیل کو صابن وغیرہ سے دھو ڈالیں اور بدن پر سخت ہاتھ نہ پھیریں کھال بھی نہ چھیلے دیں۔ میت کے پیٹ کو نرمی سے نیچے کی جانب دبائیں یا ملیں تاکہ نجاست وغیرہ خارج ہوجائے۔) بشرطیکہ میت حاملہ عورت کی نہ ہو (اپنے ہاتھوں کو کہنی تک دھوئیں اور میت کی داہنی جانب قبلہ رخ کھڑے ہوں۔ غسل دینے والا میت کو اپنی ٹانگوں کے درمیان نہ رکھے۔

(۲۶) پانی ڈالنے والا بہت احتیاط سے پانی ڈالتا رہے جب میت خوب پاک صاف ہوجائے تو میت کو تین غسل اس طرح دیے جائیں کہ پہلے بیری کے پتے پانی مین ملا کر سر اور گردن دھوئیں پھر سیدھا ہاتھ۔ سیدھا سینہ اور سیدھا پیر اور کمر بھی دھوئیں پھر اس طرح الٹا پیر تلوؤں تک اور پیروں کی انگلیاں وغیرہ۔ اس کے بعد تھوڑا سا کافور پانی میں ڈال کر اس سے اسی طریقے سے غسل دیں اور تیسرا غسل خالص پانی سے مذکورہ طریقے پر دیں۔

(۲۷) پانی میں بیری کے پتوں کا پانی یا کافور کم مقدار میں ملایا جائے تاکہ وہ آب مضاف نہ ہوجائے۔

(۲۸) تینوں غسل۔ غسل جنابت کے طریقے پر دیے جائیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اور میت کو غسل دینے والا یا جس نے میت کو غسل سے پہلے ہاتھ لگایا ہو وہ بھی غسل مس میت اسی طریقے سے انجام دیں گے۔ واضح ہو کہ تمام غسلوں کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے سر اور گردن دھوئے پھر

سیدھا ہاتھ۔ سیدھا سینہ اور سیدھا پیر و کمر بھی دھوئے پھر الٹا ہاتھ الٹا سینہ و کمر اور الٹا پیر کو ملے وغیرہ دھوئیں تا کہ پانی ہر طرف پہنچ جائے اگر میت کو غسل دینا ممکن نہ ہو تو تینوں غسلوں کے بدلے (ہر غسل کے بدلے) ایک ایک تیمم دیا جائے گا۔ (از توضیح المسائل محسن الحکیم) متفق علیہ

حنوط میت کا طریقہ

(۲۹) احتیاط مستحب ہے کہ مشک عنبر عود یا دوسری خوشبوئیں نہ لگائی جائیں میت کو غسل دینے کے بعد ساتوں اعضائے سجدہ یعنی پیشانی۔ دونوں ہتھیلیاں۔ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور (باریک کر کے) ملنا۔ حنوط کے لئے مستحب ہے کہ کافور کا وزن دو تولہ چھ ماشہ 3/10 رتی ہو۔

(۳۰) حنوط کرنے کے بعد جو کافور بچ جائے اسے میت کے سینے پر ڈال دیا جائے (کافور کا وزن حنوط کے لئے کم یا زیادہ حسب ضرورت ہو سکتا ہے) (متفق علیہ۔ جمیع۔ مراجع)۔

احکام کفن

(۳۱) مسلمان میت کو تین کپڑوں کا کفن دینا ضروری / واجب ہے۔

(۳۲) 1 کرتہ (پیراہن) 2 لنگ (تہبند) 3 چادر (پوشش کی)

(۳۳) میت کو نجس چیز۔ ریشمی کپڑے۔ سونے چاندی سے ملاوٹ کے دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے سے کفن دینا جائز نہیں اور غصبی کپڑے سے کفن دینا کسی صورت جائز نہیں ہے۔

(۳۴) کفن میت کے اصل ترکے سے لیا جائیگا احتیاط مستحب ہے کہ واجب مقدار سے زیادہ کفن ان وارثوں کے حصے سے نہ لیا جائے جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔

(۳۵) مستحب کام جو معمولاً انجام دیے جاتے ہیں اور جو میت کی شان کے مطابق بھی نہ ہوں تو ان کی ادائیگی کے لئے ہرگز اصل مال سے نہ لیں اور بالکل اسی طرح اگر کفن معمول سے زیادہ قیمتی ہو تو اضافی رقم کو میت کے اصل مال سے نہیں لینا چاہئے۔ لیکن بالغ ورثا جس حد تک اپنے حصے میں سے اجازت دیں وہ لیا جا سکتا ہے۔

(۳۶) عورت کے کفن کی ذمہ داری شوہر پر ہے خواہ عورت اپنا مال بھی رکھتی ہو اگر عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو اور وہ عدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کا کفن بھی شوہر کو دینا ضروری ہے۔

(۳۷) اگر میت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی بھی نجاست سے نجس ہو جائے تو اس کا پاک کرنا ضروری ہے۔ یا کاٹنے سے اگر کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو نجس حصہ کاٹ دیا جائے ورنہ بدل دینا چاہیئے۔

مستحبات کفن

(۳۸) مستحب ہے کہ کفن کا کپڑا اسفید اور اچھا ہو۔

(۳۹) کفن کو اسی کے دھاگے سے سینا۔

(۴۰) کفن میں خاک شفا رکھنا۔ کفن کے تمام پارچوں پر میت کا نام مع ولدیت خاک شفا سے لکھنا۔ اس کام کے لئے مسجد کی سجدہ گاہ وغیرہ کا استعمال جائز نہیں۔

(۴۱) کم از کم مختصر شہادت نامہ کفن کے کسی علیحدہ پارچے پر لکھ دیں مثلاً یہ لکھیں

نام میت مع ولدیت: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اَنَّ عَلِيًّا وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ عَلِيًّا وَ مُحَمَّدًا وَ جَعْفَرًا وَ مُوْسٰی وَ عَلِيًّا وَ مُحَمَّدًا وَ عَلِيًّا وَ الْحَسَنَ وَ الْحُجَّةَ الْقَآئِمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَوْلِيَآءُ اللّٰهِ وَ اَوْصِيَآءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ لِمَيِّتِيْ وَ اَنَّ الْبَعْثَ وَ الثَّوَابَ وَ الْعِقَابَ حَقٌّ.

کفن دینے کا طریقہ

(۴۲) پوٹ کی چادر کم از کم 3 گز 12 گرہ ورنہ حسب ضرورت جسامت میت کے لحاظ سے کسی پاک جگہ بچھائیں۔ اس کے اوپر پیراہن قمیض یا کفنی 2 گز 8 گرہ لیکر ایک حصہ چادر کے اوپر پھیلا دیں جس میں سر کے مطابق گلا پھاڑ دیں پیراہن کے اوپر لنگ (تہبند) 1 گز 8

گرہ پھیلا دیا جائے۔ یہ سب واجب کفن ہے۔

(۴۳) بہتر یہ ہے کہ لنگ کے اوپر ران پیچ (لنگوٹ) کم از کم 1 گز 4 گرہ (ورنہ حسب ضرورت) لیکر بچھا دیں (اس کے اوپر میت کی شرمگاہ ہوں پر اوپر نیچے روئی رکھ دی جائے) پھر میت کو اس کے اوپر لٹا دیں۔

(۴۴) عورت کی میت ہو تو سینے بند کم از کم ڈیڑھ بالشت اور اوڑھنی) چادر۔ ردا (1 گز 8 گرہ مقنعہ 1 گز اور مرد کے لئے عمامہ 3 گز اس طرح باندھا جائے کہ اس کا ایک سرا گردن کی طرف سے سیدھی جانب سینے پر آجائے اور عمامہ باندھنے کے بعد اس سرے کو ٹھوڑی کے نیچے سے لا کر پیچھے کمر کی جانب ڈال دیں۔ اس کے ساتھ ہی ترتیب وار کفن کے ہر پارچہ کو میت سے لپیٹ دیں۔

(۴۵) اس کے بعد جریدتین (درخت کی دو 2 تازہ لکڑیاں) تقریباً دو 2 بالشت لیکر روئی یا کپڑا ان پر لپیٹ دیں تاکہ وہ دیر تک گیلی رہ سکیں۔ ایک لکڑی میت کی سیدھی ہنسلی سے ایک سرا ملا دیں اور دوسرا سرا بغل کے نیچے کی طرف رکھ دیں دوسری لکڑی بغل کے نیچے سینے سے ملا کر رکھ دیں۔ یہ دونوں لکڑیاں بہتر ہے کہ کھجور کی ہوں ورنہ انار کی لکڑیاں نہ مل سکیں تو بیری کی لیجائیں اور یہ بھی نہ مل سکیں تو کسی بھی تازہ درخت کی لکڑیاں لی جائیں۔ (از توضیح المسائل جناب محسن الحکیم)

(۴۶) مستحب ہے کہ درخت کی دو 2 تر و تازہ ٹہنیاں میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائیں۔
(توضیح المسائل آیت اللہ سیستانی مدظلہ)

(۴۷) یہ لکڑی جب تک تر و تازہ رہیں گی میت کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ یہ لکڑیاں سیدھی ہوں دوشاخہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اگر کفن کے ساتھ رکھنا بھول جائیں تو قبر کے دائیں اور بائیں جانب گاڑ دیں جو سنت رسول اللہ بھی ہے۔

(۴۸) ہر وہ شخص جو چھ برس یا اس سے زائد عمر کا مسلمان ہو اس کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے اس سے کم عمر والے پر مستحب ہے مردہ پیدا ہونے والے بچے پر نماز جنازہ پڑھنا مستحب نہیں ہے۔ (متفقہ مراجع مجتہدین)

(۴۹) مستحب ہے کہ نماز میت پڑھنے والا وضو غسل یا تیمم کے ساتھ ہو۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم اس صورت میں کرے جب وضو اور غسل ممکن نہ ہو یا یہ ڈر ہو کہ اگر وضو یا غسل کیا تو نماز میں شامل نہ ہو سکے گا۔

(۵۰) نماز جنازہ پڑھتے وقت میت کا سر نمازی کے دائیں جانب اور پیر بائیں جانب ہو اور خود نماز پڑھنے والا قبلہ رخ ہو۔ اگر میت مرد کی ہے تو پیش نماز میت کی کمر کے مقابل وسط میت سے بالکل قریب کھڑا ہو اور اگر میت عورت کی ہے تو سینے کے مقابل کھڑا ہو کر نیت کرے کہ نماز میت ہذا پڑھتا ہوں واجب قربتہ الی اللہ۔ اس کے بعد تکبیر کہے۔ (محسن الحکیم)

(۵۱) اگر صرف قربتہ الی اللہ کی نیت کرے وہ بھی درست ہے۔ (سید علی سیستانی)

مستحب ہے کہ ننگے پاؤں نماز پڑھے۔

(۵۲) نماز میت (مستحب ہے کہ) با جماعت ادا کی جائے۔

(۵۳) پیش نماز تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور جو لوگ اس کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں وہ آہستہ پڑھیں سننے پر اکتفا نہ کریں بلکہ جو کچھ پیش نماز پڑھے اس کو آہستہ آہستہ خود بھی دہراتے رہیں۔

(۵۴) مستحب ہے کہ جماعت میں اگرچہ ماموم ایک ہی ہو وہ بھی امام کے پیچھے ہی کھڑا ہو برابر نہ کھڑا ہو۔

(۵۵) نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لئے زیادہ دعا کرے

نماز سے پہلے تین مرتبہ الصلوٰۃ کہے۔

(۵۶) حیض والی عورت اگر نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو علیحدہ صف میں کھڑی ہو۔ (حضرت آیت اللہ خمینیؒ)

(۵۷) نماز پڑھنے والے میت سے دور نہ ہوں لیکن باجماعت پڑھنے والا اگر میت سے دور ہو جبکہ صفیں باہم متصل ہوں تو کوئی ہرج نہیں۔ بناء بر احتیاط دیوار حائل نہ ہو۔ (سیستانی مدظلہ)

(۵۸) مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔

نماز میت پڑھنے کا طریقہ

(۵۹) میت کی نماز میں پانچ تکبیریں ہیں اور اگر نماز پڑھنے والا پانچ تکبیریں اس مندرجہ ذیل ترتیب سے کہے تو کافی ہے کہ نیت کے بعد پہلی تکبیر کے بعد یہ کہے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ

دوسری تکبیر کے بعد کہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

تیسری تکبیر کے بعد کہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ

چوتھی تکبیر کے بعد (اگر میت مرد کی ہے) تو کہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ

اگر عورت کی میت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ الْمَيِّتِ

اور پھر پانچویں تکبیر کہہ کر نماز تمام کرے اور ادا کرے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد یہ کہے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ.

دوسری تکبیر کے بعد کہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ، وَ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَ صَلِّ عَلٰی جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ جَمِيْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔

تیسری تکبیر کے بعد کہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ تَابِعْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔

چوتھی تکبیر کے بعد (اگر میت مرد کی ہے) تو کہے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ. اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا. اَللّٰھُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَاغْفِرْ لَهٗ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ عِنْدَكَ فِیْ اَعْلٰی عِلِّيِّيْنَ وَ اخْلُفْ عَلٰی اَهْلِهٖ فِی الْغَابِرِيْنَ وَارْحَمْهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اور اس کے بعد پانچویں تکبیر کہہ کر نماز تمام کرے پھر دعا مانگے

لیکن اگر میت عورت کی ہے تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ اَمَتُكَ وَابْنَةُ عَبْدِكَ وَابْنَةُ اَمَتِكَ نَزَلَتْ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهَا اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا خَيْرًا وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا مِنَّا. اَللّٰھُمَّ اِنْ كَانَتْ مُحْسِنَةً فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِهَا وَاِنْ كَانَتْ مُسِيْئَةً فَتَجَاوَزْ عَنْهَا وَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا عِنْدَكَ فِیْ اَعْلٰی عِلِّيِّيْنَ وَ اخْلُفْ عَلٰی اَهْلِهَا فِی الْغَابِرِيْنَ وَ

ارْحَمْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

تکبیریں اور دعائیں (تسلسل کے ساتھ) یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھی جائیں کہ نماز کی شکل باقی رہے۔

(۶۰) اگر میت نابالغ کی ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِاَبَوَيْهِ وَلَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَاَجْرًا.

پھر پانچویں تکبیر کہے۔

(۶۱) اگر میت نابالغ لڑکی کی ہے تو یہ کہے (چوتھی تکبیر کے بعد)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لِاَبَوَيْهَا وَلَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَاَجْرًا.

پھر پانچویں تکبیر کہے۔

(۶۲) اگر میت دیوانے کی ہو کہ جو اچھی طرح حق و باطل میں تمیز نہ کر سکے تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ.

(۶۳) اگر میت کا پتہ نہ چل سکے کہ اس کا مذہب کیا تھا تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ يُحِبُّ الْخَيْرَ وَاَهْلَهُ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَتَجَاوَزْ عَنْهُ.

پھر پانچویں تکبیر کہہ کر نماز تمام کرے۔

مشایعت جنازہ

(۶۴) نماز جنازہ ختم ہونے کے بعد چار آدمی صف سے نکل کر جنازے کو اٹھائیں باقی مومنین و پیش نماز اپنی جگہ نہ چھوڑیں جب جنازہ اٹھا لیا جائے تب مومنین اپنی جگہ چھوڑ کر میت کو اس طرح کاندھا دیں کہ اول میت کے داہنے شانے کو اپنے داہنے کاندھے پر رکھیں۔ پھر میت کے داہنے پاؤں کی طرف پھر میت کے بائیں پاؤں کیطرف اپنے بائیں کاندھے پر اور پھر میت کے بائیں شانے کو اپنے بائیں کاندھے پر رکھیں۔ اور جب دوسری بار کاندھا دیں تو یہی

طریقہ اختیار کریں لیکن جنازے کے آگے سے نہ گذریں بلکہ پیچھے سے جائیں۔

(۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ.

وَاغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

(۶۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جب جنازہ ملاحظہ فرماتے تو کہتے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَجْعَلْنِيْ مِنَ السَّوَادِ الْمُخْتَرَمِ.

(از مفاتیح الجنان)

دفن میت

(۶۷) جب میت کو دفن کرنے کے لئے قبرستان پہنچیں تو قبر کے قریب پہنچ کر مستحب ہے کہ اول قبر سے تین گز کے فاصلے پر رکھ کر منزل دیں پھر اٹھائیں اور تقریباً ایک گز کے فاصلے پر رکھ کر دوسری منزل دیں پھر اٹھائیں اور قبر کے قریب رکھ کر منزل دیں اور یہ تیسری منزل قبر سے اتنی قریب ہونی چاہئے کہ جہاں سے مردے کو قبر میں اتارا جاتا ہے

(۶۸) اگر میت مرد کی ہے تو قبر کی پائنتی لے جا کر رکھ دیں اور قبر میں اسطرح اتاریں کہ پہلے میت کا سر قبر میں داخل ہو۔

(۶۹) اگر میت عورت کی ہے تو تیسری منزل قبر کے دائیں پہلو میں قبلے کے طرف رکھ دیں اور یہیں سے قبر میں اتاریں۔ بہتر ہے کہ عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ کرلیں نامحرم لوگ ایک طرف ہو جائیں۔

(۷۰) عورت کی میت کو اس کا شوہر یا محرم شخص ہی قبر میں اتارے جس کا باوضو ہونا۔ ننگے سر ہونا۔ ننگے پاؤں ہونا۔ کپڑوں کے بٹن یا بند یا تکمہ وغیرہ کھول دینا اور دامن قمیض کو اپنے اطراف

لپیٹ لینا بہتر ہے (یہ باتیں مستحب ہیں واجب نہیں ہیں) مستحب ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت بہتر ہے کہ سورۂ فاتحہ۔ سورۂ اخلاص۔ سورۂ فلق۔ سورۂ الناس اور آیت الکرسی پڑھے۔

(۷۱) اس کے بعد میت کے سرہانے مٹی کا تکیہ بنا کر میت کا رخسار اس پر رکھ دیں میت کو سیدھی کروٹ سے قبلہ رخ لٹا دیں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے کچی اینٹ یا ڈھیلا رکھ دیں تاکہ میت چت نہ ہو جائے اور میت کا دایاں ہاتھ تھوڑا سا آگے نکال دیں۔ اور اپنے ہاتھ قینچی کی طرح بنا کر داہنے ہاتھ سے میت کا داہنا شانہ اور بائیں ہاتھ سے میت کا بایاں شانہ پکڑے اور تلقین پڑھتے وقت جب میت کا نام لیا جائے تو زور سے ہلائیں جیسے کسی بے ہوش کو ہوش میں لانے کے لئے زور سے ہلایا جاتا ہے میت کے بند کفن کو کھول دینا چاہئے۔

(۷۲) تلقین میت (مرد کے لئے)

اِسْمَعْ اِفْهَمْ اِسْمَعْ اِفْهَمْ اِسْمَعْ اِفْهَمْ يَا (یہاں میت کا نام مع ولدیت لے) پھر کہے:

هَلْ اَنْتَ عَلَى الْعَهْدِ الَّذِیْ فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَسَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَ خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَاِمَامٌ افْتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهُ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ مُوْسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَ عَلِيَّ بْنَ مُوْسٰى وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَ الْقَائِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ حُجَجُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ وَ اَئِمَّتُكَ اَئِمَّةُ هُدًى اَبْرَارٌ. يَا (میت کا نام بمعہ ولدیت لے) اِذَا اَتَاكَ الْمَلَكَانِ الْمُقَرَّبَانِ رَسُوْلَيْنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَ سَئَلَكَ عَنْ رَبِّكَ وَ عَنْ نَبِيِّكَ وَ عَنْ دِيْنِكَ وَ عَنْ كِتَابِكَ وَ عَنْ قِبْلَتِكَ وَ عَنْ اَئِمَّتِكَ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَ قُلْ فِیْ جَوَابِهِمَا اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ رَبِّیْ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ

نَبِیّ وَ الْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَ الْقُرْاٰنُ کِتَابِیْ وَ الْکَعْبَةُ قِبْلَتِیْ وَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اِمَامِیْ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ الْمُجْتَبٰی اِمَامِیْ وَالْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیِّ الشَّهِیْدُ بِکَرْبَلَاءِ اِمَامِیْ وَ عَلِیُّ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اِمَامِیْ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ الْبَاقِرُ عِلْمَ النَّبِیِّیْنَ اِمَامِیْ وَجَعْفَرُ الصَّادِقُ اِمَامِیْ وَ مُوْسَی الْکَاظِمُ اِمَامِیْ وَ عَلِیُّ الرِّضَا اِمَامِیْ وَ مُحَمَّدُ الْجَوَادُ اِمَامِیْ وَ عَلِیُّ الْهَادِیْ اِمَامِیْ وَ الْحَسَنُ الْعَسْکَرِیُّ اِمَامِیْ وَ الْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِیْ هٰؤُلَاءِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اَئِمَّتِیْ وَ سَادَتِیْ وَ قَادَتِیْ وَ شُفَعَآئِیْ بِهِمْ اَتَوَلّٰی وَ مِنْ اَعْدَآئِهِمْ اَتَبَرَّأُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ اعْلَمْ یَا (میت کا نام بمعہ ولدیت لے) اَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَوْلَادَهُ الْاَئِمَّةَ الْاَحَدَ عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَ اَنَّ مَا جَآءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ حَقٌّ وَ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَ سُؤَالَ مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ فِی الْقَبْرِ حَقٌّ وَ الْبَعْثَ حَقٌّ وَ النُّشُوْرَ حَقٌّ وَ الصِّرَاطَ حَقٌّ وَ الْمِیْزَانَ حَقٌّ وَ تَطَایُرَ الْکُتُبِ حَقٌّ وَ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَ النَّارَ حَقٌّ وَ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَا رَیْبَ فِیْهَا وَ اَنَّ اللهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ.

پھر کہے:

اَفَهِمْتَ یَا (میت کا نام بمعہ ولدیت لیں) ثَبَّتَكَ اللهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ هَدَاكَ اللهُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ عَرَّفَ اللهُ بَیْنَكَ وَبَیْنَ اَوْلِیَآئِكَ فِیْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ.

اس کے بعد (یہ دعا کرے کہ) اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْهِ وَ اصْعَدْ بِرُوْحِهٖ اِلَیْكَ وَلَقِّهٖ مِنْكَ بُرْهَانًا. اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ.

تلقین میت (عورت کے لئے)

اِسْمَعِیْ اِفْهَمِیْ اِسْمَعِیْ اِفْهَمِیْ اِسْمَعِیْ اِفْهَمِیْ یَا (یہاں میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور کہے)

هَلْ اَنْتِ عَلَى الْعَهْدِ الَّذِيْ فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا
شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَ
خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَاِمَامٌ افْتَرَضَ
اللّٰهُ طَاعَتَهٗ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ
وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ مُوْسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَ عَلِيَّ بْنَ مُوْسٰى وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ
وَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَ الْقَائِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
حُجَجُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ وَ اَئِمَّتَكِ اَئِمَّةُ هُدًى اَبْرَارًا يَا (میت کا نام بمعہ ولدیت
لے) اِذَا اَتَاكِ الْمَلَكَانِ الْمُقَرَّبَانِ رَسُوْلَيْنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَ سَئَلَاكِ
عَنْ رَبِّكِ وَ عَنْ نَبِيِّكِ وَ عَنْ دِيْنِكِ وَ عَنْ كِتَابِكِ وَ عَنْ قِبْلَتِكِ وَ عَنْ اَئِمَّتِكِ فَلَا
تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ وَ قُوْلِيْ فِيْ جَوَابِهِمَا اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ رَبِّيْ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ نَبِيِّيْ وَ الْاِسْلَامُ دِيْنِيْ وَ الْقُرْاٰنُ كِتَابِيْ وَ الْكَعْبَةُ قِبْلَتِيْ وَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اِمَامِيْ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُجْتَبٰى اِمَامِيْ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ
الشَّهِيْدُ بِكَرْبَلَاءِ اِمَامِيْ وَ عَلِيٌّ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اِمَامِيْ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْبَاقِرُ عِلْمِ
النَّبِيِّيْنَ اِمَامِيْ وَجَعْفَرُ الصَّادِقُ اِمَامِيْ وَ مُوْسَى الْكَاظِمُ اِمَامِيْ وَ عَلِيُّ الرِّضَا
اِمَامِيْ وَ مُحَمَّدُ الْجَوَادُ اِمَامِيْ وَ عَلِيُّ الْهَادِيْ اِمَامِيْ وَ الْحَسَنُ الْعَسْكَرِيُّ اِمَامِيْ وَ
الْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِيْ هٰؤُلَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَئِمَّتِيْ وَ سَادَتِيْ وَ قَادَتِيْ
وَ شُفَعَائِيْ بِهِمْ اَتَوَلّٰى وَ مِنْ اَعْدَائِهِمْ اَتَبَرَّاُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ. ثُمَّ اِعْلَمِيْ يَا
(میت کا نام بمعہ ولدیت لے) اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَ اَوْلَادَهُ
الْاَئِمَّةَ الْاَحَدَ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَ اَنَّ مَا جَآءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ حَقٌّ وَ اَنَّ
الْمَوْتَ حَقٌّ وَ سُؤَالَ مُنْكَرٍ وَ نَكِيْرٍ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ وَ الْبَعْثَ حَقٌّ وَ النُّشُوْرَ حَقٌّ وَ
الصِّرَاطَ حَقٌّ وَ الْمِيْزَانَ حَقٌّ وَ تَطَايُرَ الْكُتُبِ حَقٌّ وَ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَ النَّارَ حَقٌّ وَ اَنَّ

السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا. وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ.

اس کے بعد کہے:

اَفَهِمْتِ يَا (میت کا نام بمعہ ولدیت لیں) ثَبَّتَكِ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ هَدَاكِ اللّٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ عَرَّفَ اللّٰهُ بَيْنَكِ وَ بَيْنَ اَوْلِيَآئِكِ فِيْ مُسْتَقَرٍّ مِنْ رَحْمَتِهٖ.

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَ اصْعَدْ بِرُوْحِهَا اِلَيْكَ وَ لَقِّهَا مِنْكَ بُرْهَانًا.

اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ.

(۷۳) مستحب ہے کہ قبر مستطیل بنائی جائے اور میت کی پائنتی سے قبر سے باہر نکلیں۔) قبر تقریباً چار انگل بلند ہو (قبر پر کوئی کتبہ وغیرہ بطور نشانی لگا دیا جائے۔ قبر پر پانی چھڑکا جائے پھر اپنی انگلیاں قبر میں گاڑ کر سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھیں اور میت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

(۷۴) سنت ہے کہ سب لوگ سوائے اقرباء میت کے تین مرتبہ مٹی ڈالیں۔

(۷۵) مستحب ہے کہ سب لوگوں کے چلے جانے کے بعد پھر تلقین پڑھے۔ بعد اس کے میت کے پسماندگان کو پرسا دیا جائے۔

(۷۶) مستحب ہے کہ میت کے اہلخانہ کیلئے تین دن تک کھانا بھیجا جائے

انکے پاس بیٹھ کر اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

(۷۷) مستحب ہے کہ جب بھی میت کی یاد آئے صبر کرے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھے اور میت کے لئے قرآن خوانی زیادہ کرے۔ والدین کی قبروں پر جا کر اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت طلب کرے۔

نماز وحشت قبر

(۷۸) مناسب ہے کہ میت کے دفن کرنے کے بعد پہلی رات کو اس کیلئے دو رکعت نماز وحشت پڑھی جائے جس کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ (یعنی سورۃ الحمد) کے بعد آیت الکرسی اور دوسری

رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۂ قدر (یعنی انا انزلنا) پڑھی جائے۔ آیت الکرسی یا سورۂ قدر کے بجائے کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ (اس میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں ہے)

از: توضیح المسائل آیت اللہ خمینی 1985 سید علی سیستانی 1995

(۷۹) نماز وحشت دفن میت کی پہلی ہی رات میں پڑھی جائے گی بہتر ہے کہ نماز مغربین کے بعد پڑھی جائے اس کے بعد تاخیر سے بھی پڑھ سکتے ہیں

نماز پڑھ کر اس طرح ثواب بخشیں اللھم صل علی محمد و ال محمد وابعث ثوابھا الی قبر (میت کا نام لے)

یعنی اے اللہ محمد و آل محمد پر درود بھیج اور اس نماز کا ثواب فلاں مردے کی قبر کو پہنچادے

تدفین کی رات کے اعمال مرحوم کو فشار (وحشت) قبر سے بچانے کیلئے

سوئم کے بعد کے اعمال

(۸۰) سوئم کے بعد ایک دن ایک بار سورۂ روم۔ سورۂ دخان۔ سورۂ احزاب پڑھئے (سات آسمانوں کے سات دروازے مرحوم کے لئے کھلتے چلے جاتے ہیں)

مرحوم کے 40 دن پورے ہونے والی رات کے اعمال۔

(۸۱) 41 مرتبہ سورۂ یسین۔ پارہ 22۔ 41 مرتبہ سورۂ رحمن پارہ 27۔ 41 مرتبہ سورۂ ملک پارہ 4129 مرتبہ سورۂ مزمل پارہ 29۔ 41 مرتبہ سورۂ دھر پارہ 29۔ 41-41 مرتبہ سورۂ چہار قل۔ 41 مرتبہ سورۂ الم نشرح پارہ 30۔ 41 مرتبہ سورۂ کوثر۔ 41 مرتبہ آیت الکرسی۔ 41 مرتبہ استغفر اللہ۔ 41 مرتبہ آیت کریمہ۔ 41 مرتبہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ 41 مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بحق بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ 41 مرتبہ سورۂ کھیعص۔ حمعسق۔ 41 مرتبہ درود۔ ایک ایک مرتبہ سورۂ

توبہ۔ دعائے کمیل۔ مشلول۔ عدیلہ حدیث کساء دعائے توبہ۔ (از تحفۃ العوام)

نماز مغفرت والدین

(۸۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ والدین کی زندگی میں بیٹا نیک اور فرماں بردار ہوتا ہے مگر ان کے مرنے کے بعد ان کے دینی و دنیوی حقوق ادا نہیں کرتا اور ماں باپ کے واسطے طالب مغفرت نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اسکو عاق تحریر فرما دیتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرزند والدین کی زندگی میں نافرمان ہوتا ہے مگر ان کی وفات کے بعد وہ ان کی طرف سے حقوق ادا کرتا ہے اور ان کیلئے خدا سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے والدین کا فرماں بردار اور ان کے متعلق اس کو نیکوکار تحریر فرماتا ہے پس ضروری ہے کہ اعمال صالح اختیار کرو اور کم از کم ہر شب جمعہ والدین کے لئے دو رکعت نماز مغفرت پڑھیں۔

نماز مغفرت والدین پڑھنے کا طریقہ

(۸۳) پہلی رکعت میں ایک بار سورہ حمد اور دس مرتبہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ اور دوسری رکعت میں ایک بار سورہ حمد اور دس مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ پڑھے اور بعد سلام دس مرتبہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔

وصیت کی اہمیت

(۸۴) وصیت اسلام کے اہم احکام میں سے ایک حکم ہے یہ ایک ایسا فریضہ ہے جس کی ادائیگی سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دوسری جانب انسانی حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے معاشرے میں فتنہ و فساد ختم ہو جاتا ہے قرآن مجید میں اس سلسلے میں ارشاد رب العزت ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا۔ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ۔ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ

یعنی تم پر یہ فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے والی ہو اور اگر وہ کچھ ترکہ) مال

وغیرہ (چھوڑے تو وہ اپنے والدین کے لئے اور اپنے اقربا) قریبی رشتہ داروں (کے لئے مناسب) یا نیکی کی (وصیت کرے۔ یہ بات خدا سے ڈرنے والوں (متقین) پر حق ہے

(۸۵) وصیت کے سلسلے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بغیر وصیت کیے مر جائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مرنے کے وقت اپنے ان قریبی رشتے داروں کے لئے وصیت نہ کرے جو اس کے وارث نہ ہوں تو اس کا خاتمہ گناہ پر ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب رات کو سوئے تو اس کا وصیت نامہ اس کے سر کے نیچے (یعنی تکیے کے نیچے) ہونا چاہئے وصیت کرنے والے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو زخم لگا لیا ہو یا زہر کھا لیا ہو کہ جس وجہ سے یقین یا گمان ہو کہ وہ مر جائے گا اگر وہ وصیت کرے کہ اتنا مال فلاں مصرف میں صرف کیا جائے تو صحیح نہیں ہے (خودکشی کرنے والا وصیت نہیں کر سکتا) (از توضیح المسائل محمد رضا گلپایگانی) از توضیح المسائل آیت اللہ خوئی اعلی اللہ مقامہ

وصیت کے احکام

(۸۶) وصیت سے مراد یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اسکے مرنے کے بعد اسکے لئے فلاں فلاں کام سرانجام دیئے جائیں۔ یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہوگی یا یہ کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کے طور پر اور امور خیر پر صرف کی جائے یا اپنی اولاد کے لئے اور جو لوگ اس کی سرپرستی میں ہوں ان کے لئے کسی کو نگراں اور سرپرست مقرر کرے اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے وصی کہتے ہیں۔

(۸۷) جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو اسے چاہئے کہ لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کر دے یا انہیں اطلاع دے دے اور اگر وہ لوگوں کا

مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہو تو قرضہ ادا کردے اور اگر وہ خود قرضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو یا ابھی قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور وصیت پر گواہ مقرر کرے۔ البتہ اگر اس کے قرضے کے بارے میں معلوم ہو تو وصیت کرنا ضروری نہیں۔

(۸۸) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر خمس زکوٰۃ اور حج اس کے ذمے ہوں تو اسے چاہئے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادا نہ کر سکے لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص یہ چیز ادا کردے گا تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور اگر اس پر حج واجب ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۸۹) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مال سے ان عبادات کی ادائیگی کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے بلکہ اس کے پاس مال نہ بھی ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلا معاوضہ یہ عبادات انجام دیدیگا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے اور اگر اس کی نمازوں اور روزوں کی قضا اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہو تو اسے چاہئے کہ بڑے بیٹے کو اطلاع دے یا وصیت کرے کہ وہ یہ عبادات اس کیلئے بجالائے۔

(۹۰) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ چھپا ہوا ہو جس کا ورثاء کو علم نہ ہو تو اگر لاعلمی کی وجہ سے ان کی (یعنی ورثا کی) حق تلفی ہوتی ہے تو اسے چاہئے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لئے نگراں اور سرپرست مقرر کرے لیکن اس صورت میں جبکہ نگراں کے بغیر ان کا مال تلف ہوتا ہو یا وہ خود ضائع ہوتے ہوں اسے چاہئے کہ ان کے لئے ایک امین نگراں مقرر کرے۔

(۹۱) وصی کو عاقل ہونا چاہئے اور احوط یہ ہے کہ بالغ بھی ہو اور ضروری ہے کہ مسلمان کا وصی بھی مسلمان ہو اور جو امور موصی کے ساتھ تعلق نہ رکھتے ہوں ضروری ہے کہ وصی ان کیلئے قابل

اطمینان ہو۔

(۹۲) اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں مر جائے وہ اپنے مال کی کچھ مقدار کسی شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ اس کے (یعنی مریض کے) مرنے کے بعد مال کی کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو جو مال اس نے بخشا ہوا ہے اصل ترکے میں سے خارج کر دینا چاہیے اور جس مال کے بارے میں اس نے وصیت کی ہو اسے تیسرے حصے میں سے نکالنا چاہیے۔

(۹۳) انسان کو اختیار ہے کہ مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل وعیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے اور اظہر یہ ہے کہ اگر وہ اپنا کچھ مال کسی کو بخش دے یا کوئی چیز اس کی قیمت سے سستی بیچ دے تو اگرچہ وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور اس کے ورثا اجازت نہ بھی دیں تب بھی اس کا تصرف صحیح ہے۔

(۹۴) جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے

(۹۵) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ نہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

(۹۶) جو حج میت پر واجب ہو اور قرضہ اور حقوق مثلاً خمس ۔ زکواۃ اور حج جن کا ادا کرنا واجب ہو انہیں میت کے اصل مال سے ادا کرنا چاہیے خواہ میت نے ان کیلئے وصیت نہ بھی کی ہو۔

(۹۷) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کے تہائی حصہ سے دی جائیں تو اس کا قرضہ اصل مال سے دینا چاہیے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نماز اور روزہ اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے اور اس صورت میں جبکہ وہ تیسرا حصہ کافی نہ ہو اگر ورثاء اجازت دیں تو اس کی وصیت پر

عمل کرنا چاہئے۔ اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضاء کی اجرت مال کیجبائی سے دینی چاہئے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہو اس پر خرچ کرنا چاہئے

ارث (یعنی ترکے کی تقسیم) کے احکام

(۹۸) جو اشخاص میت سے رشتے داری کی بنا پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں:

پہلا گروہ: مرنے والے کا باپ اور ماں اور اولاد اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے۔ جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب ہو ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ کے افراد میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

دوسرا گروہ: دادا۔ دادی اور بہن بھائی۔ اور بھائی اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے جو میت سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

تیسرا گروہ: چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہیں۔ اور جب تک میت کے چچاؤ ں اور پھوپھیاں اور ماموؤں اور خالاؤں میں سے ایک شخص بھی موجود ہو انکی اولاد ترکہ نہیں پاتی۔ لیکن اگر مرنے والے کا باپ کی طرف سے چچا (عموی پدری) اور باپ اور ماں کی طرف سے چچا کا لڑکا (پسر عموی پدری و مادری) موجود ہوں تو ترکہ باپ اور ماں کی طرف سے چچا کے لڑکے پسر عموی پدری و مادری۔ کو ملے گا اور باپ کی طرف سے چچا (عموی) پدری کو نہیں ملے گا۔

(۹۹) اگر خود میت کا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد نہ ہوں تو اس کے باپ اور ماں کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو میت کے دادا اور دادی کے چچا اور پھوپھی

اور ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

(۱۰۰) بیوی اور شوہر ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔ ان کو تینوں گروہوں کے ساتھ حصہ ملے گا پہلے گروہ کے رشتے دار زندہ ہونے کی صورت میں وہ ان کے ساتھ میراث میں حصہ پائیں گے اور پہلے گروہ کے رشتے دار نہ ہونے کی صورت میں وہ (شوہر بیوی) علی الترتیب دوسرے اور تیسرے گروہوں کے رشتے داروں کے ساتھ میراث میں حصہ پائیں گے

میراث کی تقسیم چار مرحلوں میں ہوگی

سب سے پہلے مالی حقوق اور قرضوں کو ادا کیا جائے گا

اس کے بعد بقیہ مال کے ایک تہائی تک کی وصیت پر عمل کیا جائے گا

حبوہ۔ یعنی مرنے والے کا قرآن مجید۔ انگوٹھی۔ اور جو پوشاک وہ پہن چکا ہو وہ بڑے بیٹے کا حق ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

دعائے مغفرت

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ تَابِعْ اَللّٰهُمَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ بِالْخَیْرَاتِ اِنَّكَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ حَقٌّ جَدِیْرٌ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَهُمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب چہارم

دعائے توسل

علامہ مجلسیؒ نے فرمایا کہ بعض معتبر کتابوں میں محمد بن بابویہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے دعائے توسل کو ائمہ معصومین علیہم السلام سے روایت کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں نے اس دعا کو جس مقصد کے لئے بھی پڑھا بہت جلد اس کی قبولیت کا اثر دیکھا اور وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ، مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ، یَا اَبَا الْقَاسِمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا اِمَامَ الرَّحْمَةِ، یَا سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا اِنَّا تَوَجَّهْنَا، وَاسْتَشْفَعْنَا، وَتَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَی اللّٰہِ، وَقَدَّمْنَاكَ بَیْنَ یَدَیْ حَاجَاتِنَا، یَا وَجِیْهًا عِنْدَ اللّٰہِ، اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰہِ، یَا اَبَا الْحَسَنِ، یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، یَا عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ، یَا حُجَّةَ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِهٖ، یَا سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا، اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَ اسْتَشْفَعْنَا، وَ تَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَی اللّٰہِ، وَ قَدَّمْنَاكَ بَیْنَ یَدَیْ حَاجَاتِنَا، یَا وَجِیْهًا عِنْدَ اللّٰہِ، اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰہِ، یَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ یَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ، یَا قُرَّةَ عَیْنِ الرَّسُوْلِ، یَا سَیِّدَتَنَا وَمَوْلَاتَنَا، اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَاسْتَشْفَعْنَا، وَتَوَسَّلْنَا بِكِ اِلَی اللّٰہِ، وَقَدَّمْنَاكِ بَیْنَ یَدَیْ حَاجَاتِنَا، یَا وَجِیْهَةً عِنْدَ اللّٰہِ، اِشْفَعِیْ لَنَا عِنْدَ اللّٰہِ، یَا اَبَا مُحَمَّدٍ، یَا حَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ اَیُّهَا الْمُجْتَبٰی، یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، یَا حُجَّةَ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِهٖ، یَا سَیِّدَنَا

وَ مَولَانَا. اِنَّا تَوَجَّهنَا وَ اسْتَشْفَعْنَا. وَتَوَسَّلْنَا بِكَ إِلَى اللهِ وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَىْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللهِ، إِشْفَعْ لَنا عِنْدَ اللهِ، يَا اَبَا عَبْدِاللهِ، يَا حُسَيْنُ بنَ عَلِيٍّ، اَيُّهَا الشَّهِيْدُ، يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ، يَا حُجَّةَ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ، يَاسَيِّدَنَا وَ مَولَانَا. اِنَّا تَوَجَّهنَا وَ اسْتَشْفَعْنَا. وَ تَوَسَّلْنَا بِكَ إِلَى اللهِ، وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَىْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللهِ، اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللهِ، يَا اَبَا الْحَسَنِ، يَا عَلِيُّ بنَ الْحُسَيْنِ، يَازَيْنَ الْعَابِدِيْنَ، يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ، يَا حُجَّةَ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ، يَاسَيِّدَنَا وَ مَولَانَا. اِنَّا تَوَجَّهنَا وَاسْتَشْفَعْنَا. وَتَوَسَّلْنَا بِكَ إِلَى اللهِ، وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَىْ حَاجَاتِنَا. يَاوَجِيْهًا عِنْدَ اللهِ، اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللهِ، يَا اَبَا جَعْفَرٍ، يَا مُحَمَّدُ بنَ عَلِيٍّ، اَيُّهَا الْبَاقِرُ، يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ، يَا حُجَّةَ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ، يَا سَيِّدَنَا وَ مَولَانَا. اِنَّا تَوَجَّهنَا وَ اسْتَشْفَعْنَا. وَتَوَسَّلْنَا بِكَ إِلَى اللهِ وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَىْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللهِ، إِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللهِ، يَا اَبَا عَبْدِاللهِ، يَا جَعْفَرُ بنَ مُحَمَّدٍ، اَيُّهَا الصَّادِقُ، يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ، يَا حُجَّةَ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ، يَاسَيِّدَنَا وَمَولَانَا اِنَّا تَوَجَّهنَا وَاسْتَشْفَعْنَا. وَتَوَسَّلْنَا بِكَ إِلَى اللهِ، وَقَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَىْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللهِ، اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللهِ، يَا اَبَا الْحَسَنِ يَا مُوْسَى بنَ جَعْفَرٍ، اَيُّهَا الْكَاظِمُ، يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ، يَا حُجَّةَ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ، يَاسَيِّدَنَا وَ مَولَانَا. اِنَّا تَوَجَّهنَا وَ اسْتَشْفَعْنَا. وَ تَوَسَّلْنَا بِكَ إِلَى اللهِ، وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَىْ حَاجَاتِنَا. يَاوَجِيْهًا عِنْدَاللهِ، اشْفَعْ لَناعِنْدَ اللهِ، يَا اَبَا الْحَسَنِ يَا عَلِيُّ بنَ مُوْسٰى، اَيُّهَا الرِّضَا، يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ، يَا حُجَّةَ اللهِ عَلٰى

خَلْقِهٖ. يَا سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا. اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَاسْتَشْفَعْنَا. وَتَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَى اللّٰهِ. وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللّٰهِ. اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ. يَا اَبَا جَعْفَرٍ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ اَيُّهَا التَّقِيُّ الْجَوَادُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. يَا حُجَّةَ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ. يَا سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا. اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَ اسْتَشْفَعْنَا. وَ تَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَى اللّٰهِ. وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللّٰهِ. اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ. يَا اَبَا الْحَسَنِ يَا عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ اَيُّهَا الْهَادِي النَّقِيُّ. يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. يَا حُجَّةَ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ. يَا سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا. اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَ اسْتَشْفَعْنَا وَ تَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَى اللّٰهِ وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللّٰهِ. اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ. يَا اَبَا مُحَمَّدٍ. يَا حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ اَيُّهَا الزَّكِيُّ الْعَسْكَرِيُّ. يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ. يَا سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا. اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَاسْتَشْفَعْنَا. وَتَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَى اللّٰهِ. وَ قَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللّٰهِ. اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ. يَا وَصِيَّ الْحَسَنِ. وَ الْخَلَفَ الْحُجَّةَ. اَيُّهَا الْقَائِمُ الْمُنْتَظَرُ الْمَهْدِيُّ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. يَا حُجَّةَ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ. يَا سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا. اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَ اسْتَشْفَعْنَا. وَتَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَى اللّٰهِ. وَقَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَاتِنَا. يَا وَجِيْهًا عِنْدَ اللّٰهِ. اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ؛

پس اپنی حاجات طلب کرے کہ وہ انشاء اللہ پوری ہونگی ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد یہ بھی پڑھے:

يَا سَادَتِيْ وَ مَوَالِيَّ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكُمْ اَئِمَّتِيْ. وَ عُدَّتِيْ لِيَوْمِ فَقْرِيْ وَ

حَاجَتِیْ اِلَی اللهِ وَ تَوَسَّلْتُ بِکُمْ اِلَی اللهِ وَ اسْتَشْفَعْتُ بِکُمْ اِلَی اللهِ فَاشْفَعُوْا لِیْ عِنْدَ اللهِ وَ اسْتَنْقِذُوْنِیْ مِنْ ذُنُوْبِیْ عِنْدَ اللهِ فَاِنَّکُمْ وَسِیْلَتِیْ اِلَی اللهِ وَبِحُبِّکُمْ وَ بِقُرْبِکُمْ اَرْجُوْ نَجَاةً مِّنَ اللهِ فَکُوْنُوْا عِنْدَ اللهِ رَجَائِیْ یَاسَادَتِیْ یَآاَوْلِیَاءَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَلَعَنَ اللهُ اَعْدَاءَ اللهِ ظَالِمِیْهِمْ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

دعائے سلامتی امام زمان

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِّوَلِیِّکَ الْحُجَّةِ ابْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰبَائِهٖ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ فِیْ کُلِّ سَاعَةٍ وَلِیًّا وَّ حَافِظًا وَّقَائِدًا وَّ نَاصِرًا وَّ دَلِیْلًا وَّ عَیْنًا حَتّٰی تُسْکِنَهٗ اَرْضَکَ طَوْعًا وَ تُمَتِّعَهٗ فِیْهَا طَوِیْلًا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَهُمْ

دعائے فرج

اِلٰهِيْ عَظُمَ الْبَلَاۗءُ، وَبَرِحَ الْخَفَاۗءُ، وَانْكَشَفَ الْغِطَاۗءُ، وَ انْقَطَعَ الرَّجَاۗءُ، وَضَاقَتِ الْاَرْضُ وَمُنِعَتِ السَّمَاۗءُ، وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى، وَعَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِي الشِّدَّةِ وَالرَّخَاۗءِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اُولِي الْاَمْرِ الَّذِيْنَ فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ، وَعَرَّفْتَنَا بِذٰلِكَ مَنْزِلَتَهُمْ، فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ، فَرَجًا عَاجِلًا قَرِيْبًا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْهُوَ اَقْرَبُ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اِكْفِيَانِيْ فَاِنَّكُمَا كَافِيَانِ وَ انْصُرَانِيْ فَاِنَّكُمَا نَاصِرَانِ. يَا مَوْلَانَا يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ، اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ، اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ. اَلسَّاعَةَ اَلسَّاعَةَ اَلسَّاعَةَ. اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ. يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ.

مناجات

اے رب جہاں پنجتن پاک کے خالق
اس قوم کا دامن غم شبیر سے بھر دے
بچوں کو عطا کر علی اصغرؑ کا تبسم!
بوڑھوں کو حبیب ابن مظاہر کی نظر دے
ماؤں کو سکھا ثانیٔ زہراؑ کا سلیقہ
بہنوں کو سکینہؑ کی دعاؤں کا اثر دے
یا رب تجھے بیماریٔ عابدؑ کی قسم ہے
بیمار کی راتوں کو شفایاب سحر دے
مفلس پہ زر و مال و جواہر کی ہو بارش
مقروض کا ہر قرض ادا غیب سے کر دے
پابند رسن زینبؑ و کلثومؑ کا صدقہ
بے جرم اسیروں کو رہائی کی خبر دے
جو مائیں بھی روتی ہیں بیاد علی اصغرؑ
اُن ماؤں کی آغوش کو اولاد سے بھر دے
جو حق کے طرفدار ہوں وہ ہاتھ عطا کر
جو مجلس شبیرؑ کی خاطر ہو وہ گھر دے
قسمت کو فقط خاک شفا بخش دے مولا
میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے لعل و گہر دے

آنکھوں کو دکھا روضۂ مظلومؑ کا منظر
قدموں کو نجف تک بھی کبھی اذنِ سفر دے
جو چادرِ زینبؑ کے عزادار ہیں مولا!
محفوظ رہیں ایسی خواتین کے پردے
غم کوئی نہ دے ہم کو سوائے غمِ شبیرؑ
شبیرؑ کا غم بانٹ رہا ہے تو ادھر دے
کب تک رہوں دنیا میں یتیموں کی طرح میں؟
وارث مرا پردے میں ہے ظاہر اسے کر دے
منظور ہے خوابوں میں ہی آقا کی زیارت
پرواز کی خواہش ہے نہ جبریلؑ کے پر دے
جسکے در کے سوالی ہیں فرشتے بھی بشر بھی
آوارۂ منزل ہوں مجھے بھی وہی در دے
جو دین کے کام آئے وہ اولاد عطا کر
جو کٹ کے بھی اونچا ہی نظر آئے وہ سر دے
خیرات درِ شاہِ نجف چاہئے مجھ کو
سلمانؓ و بوذرؓ کی طرح کوئی ہنر دے
صحراؤں میں عابدؑ کی مسافت کے صلے میں
بھٹکے ہوئے رہرو کو ثمردار شجر دے
سر پہ ہو سدا پرچمِ عباسؑ کا سایہ
محسنؔ کی دعا ختم ہے اب اس کو اثر دے

۹ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ نشتر پارک



مجلس عزا سے علامہ طالب جوہری خطاب فرما رہے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Must Follow the Golden Rules
as Laid down by
Imam-e-Muttaqeyan
Hazrat Ali
Bin Abe Talib (A.S).
to lead a successful day-to-day life.

Momin — **مومن**

مولائے متقیان حضرت علی
ابن ابی طالب علیہ السلام
کے کلام کی روشنی میں

Trust In God امور میں توکل	Spek the truth گفتگو میں صداقت	Be the 1st in persenting Salam سلام میں پہل	Delay in revenge انتقام میں تاخیر	Respect The Parents والدین کا احترام
Talk Politely کلام میں ادب	Be Considerate in answering جواب میں تامل	Think in dealing affairs امور میں تفکر	Firm standing with the assignments کاموں میں استقامت	Be the 1st in extending goodness نیکی میں سبقت
Stand Firm in Odds مشکلات میں ثابت قدمی	Insist in obediency اطاعت میں اصرار	Justice in decision فیصلہ میں انصاف	Co-oprate in Jehad جہاد میں تعاون	Discipline in economy معاش میں نظم
Control of Lust شہوت میں کمی	Cleanliness in dress لباس میں پاکیزگی	Never be Proudy تکبر سے دوری	Control anger غصہ سے پرہیز	Avoid back biting غیبت سے اجتناب
Gently handle the illeterates جاہلوں سے نرمی	Love the People لوگوں سے محبت	Be Polite with Family اہل خانہ سے خوش اخلاقی	Extend gratitude to words the victims/opressed مغلوب سے فیاضی	Avoid to be a miser بخل سے پرہیز
Help the Oppressed مظلوم کی امداد	Help the needy غریبوں کی دلجوئی	Help the poor by all mans مساکین پر ایثار	Accompany Pious نیکوں کی صحبت	Fullfillment of Promise وعدہ کی وفا
Negation of ego نفس کی مخالفت	Effort in extending Sincerity خلوص کی کوشش	Be Good Host مہمان نوازی	Be kind to orphans یتیموں پر نوازش	Charity on the sport موقع پر سخاوت
Forgiveness in spite of Power قدرت کے باوجود درگزر	Serve Humanity خدمت خلق	Care the Sick بیمار کی عیادت	Express gratitude to God for His blessings نعمتوں کا شکر	Be Patient against odds مصائب میں صبر

Printed by: ADEEL PRINTERS PH: 35574646, 0333-3455211